نکاح متعہ

اور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مولانا السید حسنین رضا الموسوی

خاتم المرسلین اسلامک سینٹر لاہور پاکستان

60/2
ACC No ... 70 ... 26/3
Section.......................Status ....
D.D. Class.........................
NAJAFI BOOK LIBRARY

ACC No. 18052 Date 20/3/11
Section ... مناظرہ ... Status...
D.D. Class.........................
NAJAFI BOOK LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح متعہ
اور
صحابہ کرامؓ

مولانا السید حسنین رضا الموسوی

ناشر: خاتم المرسلینؐ اسلامک سینٹر لاہور پاکستان

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar #2
KARACHI
PH. 7211795

نام کتاب : نکاح متعه اور صحابه کرامؓ

نگارش : ابوالمجتبی سید حسنین رضا موسوی

ناشر : انتشارات امام حسن مجتبیؑ

چاپ : قلم

نوبت چاپ : اول . زمستان ۱۳۸۰

تیراژ : ۲۰۰۰

قطع : رقعی

شابک : ۸ - ۴ - ۹۳۵۳۳ - ۹۶۴

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	
۲	حرف آغاز	
۳	خوبصورت ومضبوط استدلال	
۴	شرائط متعہ اور علماء اسلام	
۵	قرآن میں متعہ	
۶	سنت نبیؐ میں متعہ	
۷	جناب عمر کے بیٹے عبداللہ کی گواہی	
۸	متعہ کے بارے میں اجماع	
۹	نکاح متعہ سے انکار کیوں؟	
۱۰	متعہ کے خلاف معاویہ کا محاذ	
۱۱	اسلام میں متعہ کی افادیت	
۱۲	آئین اسلام میں متعہ کی ضرورت	
۱۳	عورت کے حلال ہونے کی شرائط	
۱۴	اسلام میں زناء کی مذمت واحادیث	
۱۵	متعہ پر علمی جائزہ اور محکم استدلال	
۱۶	جواز نکاح متعہ پر دلائل	
۱۷	متعۃ الحج اور متعۃ النساء کیا ہے؟	
۱۸	متعۃ النساء کا بیان	
۱۹	اصل بات	
۲۰	اسماء صحابہ کرام درحمایت متعہ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲۱	متعہ سپاہ صحابہ کے دولت کدہ پر	
۲۲	صحابہ کرامؓ وتابعین کا نکاح متعہ پر عمل پیرا رہنا	
۲۳	ناظرین کرام	
۲۴	متعۃ الحج کے بارے میں حضرت عمر واصحاب کا عمل وخیال	
۲۵	متعۃ النساء (منکرین کیلئے دعوت فکر)	
۲۶	گلشن دیوبندیت میں سیر متعہ (انکی اپنی کتب میں)	
۲۷	متعہ اور کتب اہلسنت میں حوالہ جات	
۲۸	امام رازی کی بحث	
۲۹	حلیت متعہ پر امام مالک کا فتوی	
۳۰	حضرت عثمان نے قرآن نذر آتش کیئے	
۳۱	اہلسنت کی معتبر کتاب اور حضرت عمر کا فتوی	
۳۲	امام ابو حنیفہ وامام زفر متعہ کے قائل تھے	
۳۳	معتبر کتاب ترمذی سے مخالفین متعہ کیلئے ہوشربا روایت	
۳۴	انڈیا میں ۱۹۲۶ء کا مشہور واقعہ	
۳۵	حضرت اسماء بنت ابوبکر کا متعہ	
۳۶	علماء اہلسنت اور متعہ کی حمایت	
۳۷	کیا حکم متعہ منسوخ ہوا؟	
۳۸	مخالفین ومنکرین کو دعوت فکر	

بسم
الله
الرحمن
الرحيم

اللھم صل علی
محمد و آل محمد

انتساب

ان صحابہ کرامؓ کے نام
جنھوں نے مخالفین ومنکرین
کی سختیوں کے باوجود
اس حلال خداوندی
اورسنت نبویؐ
کوزندہ
رکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نکاح متعہ سے انکار کیوں ؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

متعہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں

تم کو بے نقاب نہ کردوں تو میرا نام نہیں

صحابی کی بیٹی
کی زبان سے شان متعہ
اور
کتب دیوبند و اہل حدیث
سے ہوشربا انکشافات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز:

قارئین گرامی القدر! کچھ عرصہ پہلے بندہ نے اہلحدیث کا ایک مجلّہ بنام الدعوۃ دیکھا جس میں صاحب مضمون نے جاہلانہ تنقید نکاح متعہ پر کی مگر سوائے خرافات کے اسمیں کوئی عقلی ونقلی بات نہیں تھی ، بندہ نے متعہ کی حلیت پر چند معروضات پیش کرنا ہیں قاری حضرات بغیر کسی تعصب کے اس رسالہ کو پڑھیں کیونکہ متعہ اسلام میں جس قدر فلسفیت کا حامل ہے اسی قدر تمام مذاہب میں اس کے جواز وعدم جواز پر اچھا خاصا مناظرہ بھی شامل ہے. علماء تو علماء عوام میں بھی یہ مسئلہ ہر وقت زیر بحث رہتا ہے. فریقین کی کتابوں میں یہ تفصیل ووضاحت موجود ہے اور شیعہ وسنی کا مابہ النزاع موضوع بھی نہیں ہے. جس پر باہمی مناقشہ ہو. جس طرح فقہاء شیعہ نے لکھا ہے فقہاء اہلسنت نے بھی اپنی فقہی کتابوں میں اسی طرح اسے الگ الگ باب میں لکھا ہے مگر بعض نام نہاد اہلسنت جو عام مسلمانوں سے مؤقف ومسلک الگ رکھتے ہوئے زبردستی خود کو مسلمان اور اہلسنت بنائے بیٹھے ہیں. وہ سادہ لوح مسلمانوں کو فریب میں مبتلا کرنے اور اپنے زمرے میں شامل رکھنے کیلئے اس مسئلے کو شیعوں کا خصوصی وامتیازی مسئلہ قرار دے کر اس کی حلیت کا انکار کرتے اور اسے خلاف اسلام قرار دیتے ہیں. پس ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کے ہر گوشہ وکنار کو نکھار کے نہایت واضح وروشن سادہ وآسان طریقے سے بیان کر دیا جائے۔

خوبصورت و مضبوط استدلال:

مذہب شیعہ کی کتابوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے اہلسنت کی ان معتبر و مستند کتابوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ متعہ شریعت میں قطعی طور پر حلال و جائز اور آسان قسم کا معیادی نکاح ہے جو کہ قرآن وحدیث اور کتب فقہیہ سے ثابت ہے مگر تاریخ عالم اسلام میں فقط ایک آدمی ہے جس نے بعد شہادت حضرت سرور کائنات یہ کہا کہ میں عمر متعۃ النساء اور متعۃ الحج کو منع کرتا ہوں حالانکہ احکام الٰہیہ کو تبدیل کرنے کا خود نبی بھی مجاز نہیں چہ جائیکہ ایک عام آدمی اس کو کہے: أنا احرمهما (میں ان دونوں کو حرام قرار دیتا ہوں)۔

حضرت عمر کو یہ کیسے جرات ہوئی کہ اس نے احکام الٰہی میں حلال کو حرام قرار دیا حالانکہ اس میں کسی اختلاف کو نہیں کہ متعہ ایک زمانہ میں حلال تھا بعد میں حضرت عمر نے حرام قرار دیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ شریعت محمدیؐ جناب عمر صاحب کے گھر کی چیز ہے جب چاہے حلال کرے اور جب چاہے حرام کرے۔ اور اسمیں شک نہیں کہ حلال و حرام شریعت اسلام اور قانون سرکار رسالت مآبؐ کو قیامت تک کوئی بھی نہیں بدل سکتا. اس لئے خلیفہ رسولؐ کے حرام کرنے سے حلال محمدیؐ حرام نہیں ہوسکتا۔

اب سنی حضرات اس چیز کے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ ہوسکتا ہے جناب عمر نے مقتضائے وقت وسیاست کے پیش نظر ایسا کیا ہو مگر اس کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اپنے بے بنیاد اجتہاد کو مسلمانوں پر لاگو کرے. آج تک کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ زمانہ رسول اکرمؐ سے لیکر آج تک کسی مسلمان ریاست میں اس متعہ پر حد جاری ہوئی ہو سوائے جناب عمر کے زمانہ کے کہ جس نے اس حلال کام کو کرنے والے مسلمانوں کو ڈرایا حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہؐ کے زمانے سے آج کے زمانے تک حلال خدا تھا نہ آیت قرآن سے منسوخ ہوا نہ حدیث سے ممنوع قرار پایا. کثرت اختلاف خود اس بات کی بین دلیل ہے کہ متعہ کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں کہ پہلے حلال تھا بعد میں

حرام ہوا یا صرف ایک موقع پر حلال ہوا تھا یا بار بار حلال اور پھر حرام ہوتا رہا یہ سب وضعی اور جعلی ہیں یہ فقط حضرت عمر کی آڑ میں اپنی سیاسی اغراض کے تحت قائم کرتی تھی ایک حدیث بناتے اور عوام کو بے وقوف بناتے رہے اور سادہ لوح مسلمان فقط یہ سمجھتے رہے کہ یہ فقط شیعوں کا مسئلہ ہے۔

شرائط متعہ اور علمائے اسلام:

متعہ بالضم والکسر دونوں طرح لغت میں استعمال ہوا ہے بمعنی تمتع و التذاذ۔ اور تمتع نام ہے اس التذادو فائدے کا جو عورت سے مرد اٹھاتا ہے اسی طرح استمتاع بھی متعہ کے معنی میں آیا ہے۔

اصطلاح شرع میں ''متعہ نام ہے اس عقد مخصوص کی عبارت کا جو رابطہء زوجیت پیدا کرتی ہے مرد اور عورت کے درمیان ایک معینہ مدت کیلئے مہر معلوم کے ساتھ'' اور اس عقد منقطع (متعہ) میں ایجاب وقبول شرط ہے یعنی جسطرح نکاح دائمی کے صیغے پڑھے جاتے ہیں اسی طرح نکاح متعہ میں بھی صیغے پڑھے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ تمام شرائط جو عقد دائم میں معتبر ہیں وہ سب عقد منقطع میں بھی معتبر ہیں۔ اگر متعہ میں مہر اور مدت کا ذکر نہ کیا جائے تو عقد باطل ہو جائیگا۔

نکاح متعہ میں یہ بھی ہے کہ یہ غیر کتابی عورت سے جائز نہیں ہے۔ بغیر اجازت زوجہ حرہ کے کنیز سے متعہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بنت اخت و بنت اخ زوجہ سے بغیر اس کی اجازت کے متعہ جائز نہیں ہے۔ زانیہ عورت سے متعہ کرنا مکروہ ہے۔ باکرہ لڑکی، بالغہ رشیدہ سے بغیر اذن باپ اور دادا کے متعہ کرنا مکروہ ہے۔ متعہ میں مہر کے تعین کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے جتنا جی چاہے طرفین مہر مقرر کریں۔ اگر مرد عورت کو قبل از دخول مدت بخش دے تو نصف مہر دینا واجب ہوگا۔ اگر عورت مدت معینہ میں اخلال کرے تو مہر اجرت سے بقدر اخلال مہر یہ کم کرلیا جائے گا اگر قبل از دخول بطلان عقد ظاہر ہو جبکہ وہ خود بھی جاہل ہو تو مہر مرد کے ذمہ ہوگا۔

اگر عورت مرد سے حاملہ ہو جائے تو ولد مرد کا ہوگا اگر مرد نفی ولد کریگا تو لعان جاری نہیں ہوگی جس طرح عقد دائمی میں لعان جاری ہوتی ہے. خلاصہ یہ ہے کہ عقد منقطع میں نہ تو لعان ہے، نہ طلاق ہے اور نہ ظہار ہے ۔ بعد از انقضائے مدت متعہ عورت پر عدہ رکھنا واجب ہوگا دو حیضوں کیساتھ حائضہ ہوتی ہو تو ورنہ اگر خون نہ دیکھتی ہو اور سن محیض میں پینتالیس روز عدہ رکھے گی اور بنا بر بعض اقوال ساٹھ روز. اگر مرد مدت متعہ میں وفات پا جائے تو عورت عدہ وفات رکھے گی (چار ماہ دس روز)۔

اب رہا مسئلہ ارث؟ آیا عقد منقطع میں ایک دوسرے کے وارث ہونگے یا نہیں تو اسمیں فقہائے امامیہ فرماتے ہیں کہ بشرط ارث وارث ہوگی. مجھے تعجب ہے ان جاہل اہلحدیث و دیوبندی حضرات پر کہ جو مسئلہ متعہ میں شیعوں پر طعن کرتے ہیں اور اس کو کیونکر منفردات عقائد شیعہ سے تصور کرتے ہیں حالانکہ اس کی حلیت و جواز بدیہات اسلام سے ہے اس پر آیات قرآنیہ گواہ ہیں، سنت نبویہ ناطق ہے، سیرت صحابہ شاہد و عادل ہے۔

کیا اس کے بعد بھی کسی مزید دلیل و برہان کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے میں مسلمانوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا ان کی نظر میں قول حضرت عمر ناسخ آیات قرآنی ہ، مغیر سنت نبویؐ اور مبطل سیرت صحابہ ہو سکتا ہے۔

علماء اسلام کے نزدیک:

مدارک احکام چار ہیں. کتاب، سنت، اجماع، قیاس

ثبوت احکام میں قیاس کا آخری مرتبہ ہے جبکہ کسی مسئلہ اور واقعہ میں کتاب وسنت سے کوئی دلیل قائم نہ ہو سکے اور نہ ہی اجماع راہنمائی کرے تو اس صورت میں اس مسئلہ اور واقعہ میں اس کے نظائر وامثال کا حکم جاری کریں گے. کتاب وسنت اور اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا. دوسرے الفاظ میں یوں کہنا چاہیے کہ انفتاح باب علم وعلمی کی صورت میں قیاس پر عمل نہیں ہوسکتا بلکہ انسداد باب علم کے بعد مرجع حکم قیاس قرار پائے گا مگر مسئلہ متعہ تو ان مسائل سے ہے کہ جہاں کتاب وسنت واجماع سب کچھ ہی پایا جاتا ہے لہذا یہاں قیاس کے اعمال کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔

قرآن میں متعہ:

چونکہ ہمارا مقصد فقط اختصار ہے اس بحث کو طول نہیں دینا لہذا مختصر قرآن کریم کی چند آیات کریمہ پیش کی جاتی ہیں.

خداند کریم نے سورہ نساء میں جہاں عقد دائم اور ملک یمین کو بتلایا ہے وہاں عقد منقطع یعنی متعہ کو بتلایا ہے.

"فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وما ملكت ايمانكم"

(سورہ نساء آیۃ نمبر۳)

ترجمہ:

''عورتوں سے جو تم کو اچھی معلوم ہوں اور پسند آئیں مناسب ہوں تو تم ان میں سے نکاح کرلو دو یا تین یا چار. لیکن اگر تم کو خوف ہو کہ ان کے درمیان عدالت سے

کام نہیں لے سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو"

یہ آیت صراحتا عقد دائم کی مقدار اور حد کو معین کر رہی ہے کہ انسان چار عورتوں تک اپنے حبالہ عقد دائم میں رکھ سکتا ہے لیکن چار سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے یہ فقط خصوصیات پیغمبر اسلام سے تھیں کہ آپ کو چار سے زیادہ کی اجازت دی گئی تھی۔

نکاح میں ملک یمین کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

"ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ماملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فانکحوھن باذن اھلھن واتوھن اجورھن بالمعروف" (سورۃ نساء آیۃ نمبر ۲۵)۔

ترجمہ:

"اور جو کوئی تم سے مالی حیثیت سے آزاد، پارسا اور ایمان دار عورتوں سے نکاح نہ کر سکے تو پھر مؤمنہ کنیزوں ہی سے شادی کر لے جو تمہاری ملکیت میں ہوں اور خدا تو تمہارے مراتب ایمان سے آگاہ ہی ہے، اہل ایمان ایک دوسرے کی جنس سے ہیں اور جو کچھ کہ تم نے انکا مہر واجر معین کیا ہے اس کو ادا کر دو"

عقد منقطع (متعہ) کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

"فما استمتعتم به منهن فأتو هن اجورهن فريضة"

(سورہ نساء آیت ۲۴)

ترجمہ:

"بعد اس کے کہ تم ان سے بہرہ مند ہو چکو (متعہ کر چکو) تو پھر جو کچھ کہ مہر واجرت معین کی ہے ان کو دے دو اس لئے کہ مہر واجرت فریضہ ہے"

سنت نبیؐ میں متعہ :

جہاں تک احادیث و اخبار کا تعلق ہے وہ بکثرت پائی جاتی ہیں ۰ مگر ہمارا مقصد اختصار ہے اگر ان تمام احادیث و روایات کو یہاں تحریر کریں تو یہ کئی جلدوں میں کتاب کی شکل اختیار کر سکتی ہے یہاں پر ہم چند روایات کو قرطاس و قلم کرتے ہیں ۔ آخر میں ایک پورا باب اس ضمن میں نظر قارئین کریں گے ۔

اہل سنت اور ان سے ملحقہ مذاہب اہلحدیث دیوبندی اور وہابی حضرات کے علماء نے اپنی صحاح اور مسانید میں نکاح متعہ پر کافی و وافی روایات درج کر کے مذہب شیعہ خیر البریہ کی حقانیت کو اس مسئلہ میں تسلیم کیا ہے ۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسند امام احمد حنبل میں ابو رجاء نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے ۔

نزلت آیته المتعه فی کتاب اللّٰه ففعلنا ها مع رسول اللّٰه ولم ینزل قرآن بحرمته ولم ینه عنها رسو ل اللّٰه حتی اذا مات ۔ قال رجل برآیه ماشاء قال محمدؒ (یقال انه عمر)

متعہ کی آیت قرآن میں نازل ہوئی اور ہم لوگ زمانہ رسولؐ میں اس پر عمل کرتے رہے ۔ اور کوئی آیت اسکی حرمت پر نازل نہیں ہوئی ۔ اور نہ پیغمبرؐ اسلام نے آخر دم تک ہم کو متعہ سے منع فرمایا لیکن بعد وفات رسولؐ اللہ ایک مرد نے اپنی دلی خواہش سے جو دل نے چاہا کر ڈالا ۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ متعہ سے روکنے والا عمر بن خطاب تھا ۔

ابو نضرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جابر بن عبداللہ انصاری کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے پاس وارد ہوا اور جابر سے کہنے لگا ۔

صحیح مسلم جز اول صفحہ نمبر ۴۶۷ (طبع مصر)

ابن عباس وزبیر اختلفا فی المتعتین فقال جابر

فعلنا هما مع رسول اللّٰه ثم نها عن هما عمر فلم لغدها۔

ابن عباس اور عبداللہ بن زبیر کے درمیان متعۃ الحج اور متعۃ النساء میں اختلاف ہے۔دونوں کے نظریے میں اختلاف ہے جابر نے جواب دیا نہیں ایسا تو نہیں ہے بلکہ دونوں جائز سمجھتے تھے ہم لوگوں نے خود رسول اللہؐ کے زمانہ میں متعہ کیا ہے لیکن پھر بعد میں عمر نے دونوں متعوں سے منع کر دیا جسکی وجہ سے پھر ہم نے متعہ نہیں کیا۔

عن ابی زبیر قال سمعت جابر ابن عبداللّٰه یقول کنانستمتع باالقبضة من التمرودقیق الایام علی عهدرسول اللّٰه حتی انهی عنه عمر فی شان عمر وبن حریث'

ابی زبیر سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہؐ و عہد ابو بکر میں مٹھی بھر کھجور اور آٹے پر چند دن کے لئے متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسے روک دیا اور یہ روکنا عمرو بن حریث کے واقعہ کے بعد ہے.

جناب عمر کے بیٹے عبداللہ کی گواہی:

سپاہ صحابہ و اہل حدیث حضرات کے لئے لمحہ فکریہ

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

کتاب صحیح ترمذی:

فقط ترجمہ روایت پیش خدمت ہے:

ایک شخص نے جو کہ اہل شام سے تھا ابن عمر سے سوال کیا متعۃ النساء کے بارے میں کہ یہ حلال ہے؟ تو ابن عمر نے جواب دیا کہ بے شک یہ حلال ہے اس پر سائل نے کہا تمہارے باپ نے تو اس سے منع کیا ہے۔ تو ابن عمرؓ نے کہا کیا تمہاری نظر میں یہ صحیح ہے کہ جس چیز کو پیغمبرؐ اسلام حلال کر جائیں اور میرا باپ اس سے منع کرے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے باپ کے قول پر تو عمل کریں اور سنت رسولؐ کو چھوڑ دیں؟

(باپ سچا ہے یا بیٹا فیصلہ آپ پر) مشورہ ہی کافی ہے

منکرین متعہ کو دعوت فکر:

عن ابن عباس قال :ماكانت المتعة الا رحمة من الله رحم بها امة محمدؐ ولو لا نهى عمر عنها ما اضطر الى الزنا الا شقى.

(ابن رشد الاندلسی جز ثانی)

صحابی رسولؐ جناب ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ متعہ تو خداوند کریم کی طرف سے امت محمدیؐ کے حق میں رحمت تھا لیکن عمر نے لوگوں کو اس سے روک دیا اگر عمر اس سے منع نہ کرتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر بد بخت انسان کے۔

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اب آپ خود انصاف کریں اگر ہم یہاں پر لب کشائی کریں گے تو صحابہ کے جھوٹے دعویدار واویلا کریں گے مگر حق یہ ہے کہ اگر حضرت عمر اس کام سے منع نہ کرتے

تو آج امت محمدیہ میں یہ نفسانی فساد نہ ہوتا. اگر حدیث پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے پر عمر بھی برابر کے شریک ہیں کیونکہ حضرت عمر کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ حلال محمد کو اپنی ذاتی رائے سے تبدیل کرے.

شریعت تبدیل کرنے کا حق تو انبیاء کو بھی نہیں حضرت عمر کو کیسے جرات کہ وہ لوگوں کو منع کرے یہاں تک کہ اس کام کے انجام دینے پر صحابہ کو سنگسار کی دھمکی دے. یقیناً دال میں کالا کالا ضرور ہے. نجانے جناب عمر صاحب کو کیا مجبوری تھی کہ متعہ سے منع کیا.

اجماع:

تیسرا پہلو اجماع ہے یہاں پر ہم اجماع کے ذریعے سے متعہ کی حلیت کو بیان کریں گے کہ امت اسلامی کا اس بات پر اجماع ہے کہ متعہ زمانہ رسالت مآب میں تھا خلافت ابو بکر میں تھا اور نصف دور خلافت عمر میں بھی متعہ رہا ہے اور صحابہ کرام اس کار خیر کو انجام دیتے رہے حتی کہ خود صحابہ کرام کی بیٹیوں نے بھی اس فریضہ کو مختلف مراحل میں انجام دیا.

علماء اسلام کے نزدیک حجیت اجماع بنفسہ ہے ذاتی حجیت رکھتا ہے مگر علماء امامیہ کے نزدیک حجیت اجماع بنفسہ نہیں ہے بلکہ وہ کاشف ہوا کرتا ہے قول معصوم کا لہذا حجت ہے. اجماع مراتی وکاشفی ہے نہ ذاتی.

''اجماع کے معانی ہیں اتفاق کل'' یعنی امت اسلام کا اتفاق یا حل وعقد کا اتفاق جب ہم صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین پر نظر کرتے ہیں تو تقریبا سب ہی جواز ومشروعیت متعہ کے قائل ہیں جیسا کہ جناب ابو بکر، عمر، ابن زبیر، ابن مسعود، جناب عثمان، ابن عباس، سعید بن جبیر، ابی سعید خدری، مسلمہ بن اکوع، جابر بن عبداللہ انصاری، عطاء، مجاہد، عمران بن حصین الخزاعی، مغیرہ بن شعبہ، خالد بن عبداللہ انصاری، ابن جریج، زید بن ثابت انصاری، اسماء بنت ابو بکر، حضرت

امیر المومنین علی علیہ السلام، تمام بنی ہاشم، تمام آئمہ ھدی علیھم السلام، تمام علماء امامیہ وغیرہ۔

تمام عامہ وخاصہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ متعہ زمانہ رسولؐ میں جائز وحلال تھا سیرت صحابہ وکبار اسی پر جاری وساری تھی۔ اکثر مورخین ومفسرین اور محدثین بھی اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ زمانہ رسالت مآبؐ وعہد ابوبکر ونصف زمانہ خلافت عمر تک جائز وحلال تھا فقط جناب عمر نے متعہ کو حرام قرار دیا اکثر صحابہ نے تو آیۃ متعہ میں لفظ الی اجل مسمی کو بھی ذکر کیا ہے۔

"فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى فأتوهن اجورهن"

اسی طرح اہلسنت کے علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں، محمد بن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں، امام فخر رازی نے تفسیر کبیر جلد ۳ میں، امام نووی نے شرح صحیح مسلم باب اول نکاح متعہ میں، اس آیۃ کے ذیل میں قول قاضی عیاض کو رازی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کاتب وحی اس آیۃ کو اسطرح پڑھا کرتے تھے

"فما استمتعم به منهن الى اجل مسمى"

امام فخر رازی ابی کعب اور ابن عباسؓ کا قول نقل کرتے ہوئے یوں کہا ہے۔

"والامة ماانكرو اعليها فى هذه القرأة فكان ذالك اجماعا على صحة ماذكرنا"

امت انکار نہیں کرتی ہے ان دونوں کی اس قراۃ (الی اجل مسمی) پر لہذا اجماع قائم ہے صحت پر جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کے بعد امام فخر رازی یوں تحریر کرتے ہیں۔

"فان تلك القرأة لاتدل الا على ان المتعة كانت مشروعة ونحن لاتنازع فيه"

کہتے ہیں کہ یہ قرات کوئی دلیل نہیں ہے مگر یہ کہ مشروعیت متعہ پر کہ سابق

میں متعہ جائز و حلال تھا مگر بعد میں حرام ہو گیا جو کہ جناب عمر کے زمانہ میں حکم عمر سے ہوا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام فخر رازی اور اس کے ہم فکر حضرات جو نسخ متعہ کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمارے چند سوال ہیں:

متعہ کب نسخ ہوا؟
کس وقت ہوا؟
کس مقام پر ہوا؟
کس نے نسخ کیا؟
کونسی قرآن کریم کی آیت نسخ متعہ پر دلالت کرتی ہے؟
آیا پیغمبر اسلامؐ نے نسخ فرمایا؟
یا حضرت عمر نے نسخ کیا؟
اگر پیغمبر اسلامؐ نے نسخ فرمایا ہے تو کس موقع پر؟

کوئی ثبوت کوئی دلیل ہونی چاہیے. علماء اہلسنت دعوی نسخ تو کرتے ہیں مگر آج تک صحیح نہیں بتلا سکے کہ آنحضرتؐ نے کس موقع پر متعہ کو حرام قرار دیا تھا. اور اس دعوی نسخ میں علماء اہلسنت میں بہت زیادہ اختلاف ہے اور یہ اختلاف خود اس بات کی دلیل ہے کہ علماء اہلسنت واہلحدیث و دیوبندی حضرات کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں

شیعہ مذہب کے عالم بزرگ حضرت آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء اپنی کتاب اصل الشیعہ واصولھا میں تحریر فرماتے ہیں:

اجماع اور ہدایت اسلام قائم ہے اس امر پر کہ متعہ اسلام میں جائز و حلال ہے چنانچہ صحابہ کبار کا اس پر عمل درآمد بھی تھا. منتہی یہ ہے کہ بعض حضرات عامہ دعوی نسخ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت متعہ منسوخ ہو گئی ہے اور متعہ حرام و بدعت ہو گیا ہے. تحلیل کے بعد تحریم و تنسیخ کے نقل کرنے میں علماء عامہ میں بہت زیادہ اختلاف ہے جو کہ مؤجب ظن نسخ حرمت معلوم نہیں ہوسکتا. چہ جائیکہ مفید قطع حرمت ہو۔

بہر کیف یہ تو واضح و معلوم ہے کہ بہ لحاظ قواعد فن اصول حکم قطعی منسوخ نہیں ہوسکتا بغیر دلیل قطعی کے علماء اسلام کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ آیہ متعہ سنت سے منسوخ ہوئی ہے آنخضرتؐ نے خود تحلیل کے بعد حرام قرار دیا ہے اور کبھی کہتے ہیں کہ آیۃ متعہ خود کتاب سے منسوخ ہوئی ہے۔ اب اس میں بھی اختلاف ہے کہ آیہ متعہ کی ناسخ قرآن کریم سے کونسی آیۃ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسکی ناسخ آیۃ طلاق ہے (فان طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن).

بعض کہتے ہیں کہ اس کی ناسخ آیۃ میراث ہے۔

(ولكم نصف ماترك ازواجكم) لیکن ان دونوں آیتوں میں اور آیۃ متعہ میں کوئی منافات نہیں ہے اس لئے کہ آیۃ طلاق تشریع طلاق سے حصر اباحت قطعی اور شریعت قطعی مورد طلاق میں مقصود نہیں ہے۔ اسی طرح میراث والی آیۃ بھی ناسخ نہیں قرار پا سکتی کیونکہ زوجہ منقطعہ کیلئے وہ تمام حقوق رکھے گئے ہیں جو زوجیت کے ہیں.

بعض لوگ کہتے ہیں آیۃ متعہ کی ناسخ یہ آیت ہے:

(والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ماملكت ايمانهم فانهم غير ملومين)

اس آیت میں اسباب حلیت وطی کو منحصر کر دیا گیا ہے دو چیزوں میں ایک زوجیت (عقد دائم) دوسرے ملک یمیں اور متعہ ان دونوں چیزوں سے خارج ہے لہذا جائز نہیں ہوا۔

استدلال اہل سنت اور اسکا باطل ہونا:

استدلال یوں ہے علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اب شیعہ حضرات یہ نہیں کہہ سکتے کہ عورت متمتع بہا ملکیت میں آجاتی ہے متعہ کی وجہ سے یہ صراحت باطل ہے اور صحیح نہیں ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ متمتع بہا زوجہ ہے اس لئے کہ لوازمات زوجیہ زن متمتع بہا سے منقضی ہیں جیسے میراث ،عدہ، طلاق ،نفقہ وغیرہ.

لیکن علامہ آلوسی کا یہ استدلال کہ لوازمات زوجیت غالبیہ ہیں تو یہ مسلم ہے لیکن اگر لوازم سے مرادلوازم دائمیہ ہیں کہ زوجیت کے لوازم دائمیہ سے میراث ،عدہ، طلاق ،نفقہ وغیرہ ہے تو یہ صحیح نہیں ہے. اسلئے کہ شرع مقدس میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں زوجہ وارث نہیں ہوتی جیسے زوجہ اگر کافرہ ہو یا قاتلہ ہو یا وہ زوجہ جس کا شوہر قبل از دخول وقبل از انقضائے حول مرجائے.

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے زوجہ وارث ہوتی باوجود یہ کہ زوجیت سے خارج ہو چکی ہو جیسے کوئی شخص حالت مرض میں اپنی زوجہ کو طلاق دے اور پھر بعد از انقضائے عدہ وقبل از انقضائے حول مرجائے تو عورت اس کی وارث قرار پائے گی اور اپنے سہم کی حقدار ہوگی لہذا معلوم ہوا کہ صرف زوجیت ہی معیار توارث نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر ہم تسلیم کرلیں کہ زوجیت کا لازمہ توارث ہے تو زوجہ متمتع بہا میں توارث نہیں ہے یہ کہاں سے ثابت ہے اس لئے کہ ہمارے ہاں اقوال ارث موجود ہیں. عورت وارث ہوگی مطلقا چاہے ضمن عقد میں شرط توارث ہو یا نہ ہو.

۲۔ بشرط توارث ہوگی.

۳۔ بشرط عدم توارث وارث نہیں ہوگی.

۴۔ مطلقا وارث نہیں ہوگی.

جمع بین الحدیثین کا مقتضی یہ ہے کہ متمتع بہا بھی حکم میں زوجہ کے ہے. اور اس

پر وہ تمام آثار مرتب کیے جائیں گے جو زوجہ دائمہ پر مرتب ہوتے ہیں سوائے ان آثار کے جو دلیل قطعی سے خارج ہو جائیں. اب رہا متمتع بہا کا عدہ تو باجماع فرقہ امامیہ ثابت ہے اور ہر وہ شخص جو اس کی حلیت و جواز کا قائل ہے عدہ کا بھی قائل ہے. اب رہا نفقہ کہ لوازم زوجیت سے وجوب نفقہ ہے تو یہ بھی لوازمات دائمیہ سے نہیں اس لئے کہ ناشزہ (نافرمان) عورت زوجہ ہے مگر شوہر پر وجوب نفقہ نہیں ہے (اجماعا)۔

اب رہی طلاق تو مدت معلومہ کا ھبہ کر دینا یا منقضی ہو جانا مستغنی کر دیتا ہے زوجہ متمتع بہا کو طلاق سے. لھذا اب طلاق کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

تیسرے یہ کہ آیۃ متعہ کا ازواج سے نسخ ہونا محالات سے ہے اسلئے کہ آیۃ متعہ سورہ نساء میں سے ہے جو مدنی ہے اور آیۃ ازواج سورہ مؤمنین اور سورہ معارج میں ہے جو مکی ہے لہذا یہ کیسے ہوسکتا ہے ناسخ منسوخ سے پہلے ہو.

چوتھے یہ کہ اکابر علماء اسلام اس کے قائل ہیں کہ آیۃ متعہ منسوخ نہیں ہوئی ہے. اور انہی میں سے امام زمخشری بھی ہیں جو اپنی تفسیر کشاف میں تحریر فرماتے ہیں.

"عن ابن عباس آیة المتعة من المحکمات"

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیۃ متعہ محکمات میں سے منسوخ نہیں ہوئی ہے.

امام طبری اور امام ثعلبی نے اپنی تفسیر کبیر میں آیۃ متعہ کے سلسلہ میں حضرت امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے.

"قال لولا ان عمر نهی عن المتعة مازنی الاشقی"

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر عمر بن خطاب متعہ سے منع نہ کرتا تو کوئی شخص زنا نہ کرتا سوائے شقی (بدبخت) کے۔

اور اسی طرح صحابی بزرگ حضرت رسالت مآبؐ جناب ابن عباس فرماتے ہیں.

"قال ابن عباس ماكانت المتعة الا رحمة رحم الله بها امة محمدؐ لولانهى عمر مااحتاج الى الزناء الا شقى الى قليل من الناس"

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ متعہ تو ایک رحمت تھی خداوند کریم کی طرف سے امت محمدیؐ کیلئے۔ اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتا تو لوگوں کو زنا کی ضرورت نہ ہوتی سوائے چند افراد کے۔

امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب المحاضرات میں لکھا ہے کہ

"سل يحى بن شيخامن اهل البصره فقال له بمن اقتدايت فى جواز المتعه فقال لعمر بن الخطاب فقال له كيف و عمر كان من اشدالناس فيها قال نعم صحيح الحديث عندانه صحدالمنبر فقال ايها الناس متعتان احلهما الله ورسوله لكم وانا احرمهما عليكم واعاقب عليمها فقلبا شهادته ولم نقبل تحريمه"

ایک مرتبہ یحیی بن اکثم نے ایک پیر مرد بصراوی سے پوچھا کہ تم جواز متعہ میں کس کی اقتداء کرتے ہو اور متعہ کو کیوں حلال و جائز سمجھتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ حضرت عمر کی اقتداء میں تعجب سے پوچھا کہ یہ کیسے؟ وہ تو بہت زیادہ متعہ کے خلاف تھے انہی نے تو متعہ کو حرام و بدعت قرار دیا ہے جواب دیا ہاں ٹھیک ہے لیکن چونکہ ان سے روایت صحیح وارد ہوئی ہے کہ وہ منبر رسولؐ پر گئے اور انھوں نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

ایھا الناس: دو متعہ (متعة الحج اور متعة النساء) کو خدا اور اس کے رسولؐ نے تمہارے لئے حلال کیا تھا لیکن میں اس کو حرام قرار دیتا ہوں اور ان دونوں متعوں پر عتاب (سزا) کروں گا جو کوئی عمل پیرا ہوگا ہم نے ان کی شہادت حلیت و جواز کو تو ان سے لیا لیکن تحریم کو نہیں مانتے۔ کیوں کہ ان کو کیا حق پہنچتا تھا کہ جس چیز کو اللہ

تعالی اور اس کے رسولؐ نے حلال اور جائز قرار دیا ہو یہ حرام قرار دیں۔

بہر حال یہ تو ثابت ہی ہے کہ متعہ زمانہ پیغمبرؐ اور عہد ابی بکر اور کچھ زمانہ خلافت عمر تک حلال اور جائز تھا ایسی کوئی دلیل نہیں ملتی جو حرمت و نسخ کو ثابت کر سکے جو ادلہ عامہ پیش کرتے ہیں وہ قطعی نا قابل قبول اور اصول درایت سے گرے ہوئے ہیں۔

اب رہا نسخ و حرمت قول جناب عمر سے تو یہ محتاج دلیل ہے تو اس بارے یوں دلائل نقل کئے جاتے ہیں کہ قول عمر ناسخ متعہ قرار نہیں دیا جا سکتا جب کہ خود آنحضرتؐ کو جو شارع کی حیثیت رکھتے ہیں اور خداوند کریم کی طرف سے بذریعہ وحی لوگوں کو احکام بتلاتے تھے حق نہیں پہنچتا کہ اپنے دل سے کسی چیز کو حلال و حرام قرار دے سکیں چہ جائیکہ جناب عمر؟ ان کو کیسے حق پہنچتا تھا کہ اپنی خواہشات نفسانیہ کی متابعت و پیروی کرتے ہوئے احکام الہیہ میں ترمیم و تنسیخ کر سکیں۔

"قل مایکون لی ان ابد له من تلقای نفسی ان اتبع الاما یو حی الی" (سورۃ یونس آیت ۱۵)

ترجمہ:

''اے رسولؐ کہہ دو کہ مجھ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے کلام الہی کو بدل دوں میں تو صرف وحی الہی کی متابعت اور پیروی کیا کرتا ہوں''

"وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی"

(سورہ نجم آیت ۴)

ترجمہ:

''(ہمارا رسولؐ) اپنی خواہشات نفسانیہ سے کلام نہیں کرتا اس کی گفتار ہمیشہ وحی الہی ہوا کرتی ہے''

"وقل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم ان اتبع الاما یوحی الی" (سورہ احقاف آیت ۸)

ترجمہ:

''اے رسولؐ اپنی امت سے کہہ دو کہ میں پہلا رسول تو ہوں نہیں کہ جس نے جدید صدائے رسالت بلند کی ہو مجھ کو نہیں معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا میں تو صرف وحی الہی کی پیروی کیا کرتا ہوں''

مجھے تعجب اور حیرت ہے کہ جس چیز کو خود رسولؐ اللہ تبدیل نہیں کر سکتے یعنی خود بانی اسلام کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی ذاتی خواہش سے دین میں (نعوذ باللہ) کمی بیشی کر سکیں تو پھر ایک عام شخص کو کیا حق ہے. مجھے تعجب ہوتا ہے کہ جناب عمر نے یہ کیسے جرات کی کہ احکام الہیہ کو بدل دیا آخر حضرت صاحب کو کیا مجبوری تھی کہ حلال خداوند کریم کو حرام میں تبدیل کررہے ہیں اور پھر یہ کہ اس حلال فعل کے بجا لانے والے کو سزا و عتاب کیا جائیگا جبکہ خود حضرت ابوبکر کے دور میں یہ حلال کام ہوتا ہے اور کچھ عرصہ خلافت سرکار عمر کے دور میں ہوتا رہا.

آخر یہ کیوں کیا کہ اس کار خیر کو حرام میں بدل دیا حالانکہ خود صحابہ کرام کی بیٹیاں اس نیک کام کو بجالاتی رہیں اور اس پر خلیفہ اول کی صاحبزادی جناب اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ ہم عہد رسول اللہؐ میں چند کھجوروں کے عوض متعہ کیا کرتی تھیں مگر نہ جانے خلیفہ ثانی کو ایسے کرنا میں کیا ممانعت تھی. یہ تو کوئی حکیم ہی بتا سکتا ہے کہ حضرت نے متعہ سے کیوں منع کیا۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تحریم متعہ حضرت عمر کی اولیات بدعت سے ہے سب سے پہلا اقدام جو جناب عمر نے دین کیخلاف کیا تھا وہ یہی تحریم متعہ تھا اسی ضمن میں جناب علامہ جلال الدین سیوطی یوں تحریر کرتے ہیں.

''اول من حرم المتعة واول من نهى عن بيع الامهات واول من جمع الناس فى الصلوة الجنائز على اربع تكبيرات واول من اخذ زكوة الخيل''

عمر سب سے پہلا شخص ہے کہ جس نے متعہ کو حرام قرار دیا، امہات اولاد کی طبعی سے روکا، جنازہ میں چار تکبیروں پر اکتفاء کی، اور گھوڑوں پر زکواۃ وصول کی۔

نکاح متعہ سے انکار کیوں؟

متعہ سے انکار وہی لوگ کرتے ہیں جو قرآن و حدیث سے واقف نہیں یہ مسئلہ فقط مذہب شیعہ میں نہیں بلکہ علماء اہلسنت نے بھی متعہ کا اعتراف کیا ہے اسکو اسلام محمدیؐ میں جائز وحلال جانا ہے مگر چند دشمن لوگ جو پیغمبر اسلامؐ کی حدیث سے بھی ذیادہ اپنے صحابہ کو اہمیت دیتے ہیں انہوں نے متعہ کی مخالفت میں خواہ مخواہ اس قدر پروپیگنڈہ کیا کہ حلال محمدؐ سے ناواقف اسلام وقرآن لوگ اس امر سے انکار کر بیٹھے۔

متعہ تو یقیناً جائز وحلال فعل ہے اس لئے کہ قران میں موجود ہے حدیثوں میں مرقوم ہے زمانہ رسولؐ خدا اور بعداز زمانہ ابوبکر کچھ عرصہ تک دور خلافت عمر میں مرسوم تھا۔

معاویہ کی پارٹی نے اسے اہلبیتؑ رسولؐ کی عداوت کی بناء پر حضرت عمر کے قول کی ظاہری حمایت میں حرام مشہور کرا دیا۔ جو بعض نادانوں یا متعصب مزاجوں کے نزدیک اب بھی حرام مانا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کی اباحت وحلیت کے اقوال بھی موجود ہیں اگر اہل بصیرت بہ نظر انصاف کتب بینی کریں اور حق حقیقت کی تلاش میں سعی و کوشش فرمایں تو صاف دکھائی دے گا کہ متعہ کے خلاف سخت گندہ پروپیگنڈہ فقط اہلبیتؑ کی ضد ومخالفت میں کیا گیا ہے تحقیق کرلیں اگر آلؑ محمدؐ اسکی طرفداری نہ کرتے تو بہت ممکن تھا حضرت عمر اس کے اعلان کو اتنا نہ اچھالتے۔

یہ فقط تعصب وعناد ہے کہ اس رحمت خداوندی جو کہ بندگان خداوندی کیلئے جائز وحلال قرار دیا گیا تھا کو عجب انداز میں پیش کیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ متعہ فقط شیعوں کا ہے اور شیعہ ہی کی کتابوں میں ہے حالانکہ

اکثریت اہلسنت اس کی قائل ہے جو حسب ذیل کتابوں میں مع احکام و مسائل موجود ہے اور یہ وہی ایک متعہ ہے جو قرآن کریم میں نازل ہوا۔اور پیغمبر اسلامؐ نے اس کا قانون مقرر فرمایا اور اس کے احکام مسائل بیان کیئے اور زمانہ رسول اللہؐ میں رائج تھا۔ اور عہد خلافت جناب عمر تک جب تک انہوں نے حرام نہ قرار دیا جاری تھا۔

تو پھر قرآن کریم کے مقابلے میں کسی نئی ایجاد کی نظر میں دین و بصیرت میں کوئی تہمت ہی نہیں جبکہ سنت نبویؐ بھی اس کی حامی ہو۔

شروع میں اس کے مسائل و احکام بھی مفصل بیان کیئے جا چکے ہوں اور ساری امت نے اس پر اتفاق بھی کیا ہو اور کتابوں میں آج تک موجود بھی ہو۔ایک دو نے اختلاف نہ ڈالا ہو تو کس بنا پر کسی کے حرام کرنے سے امر حلال شرعی حرام ہو سکتا ہے اور وہ احکام جن کی بنا پر متعہ صحیح ہو سکتا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱)۔اجرت یعنی مہر معین

(۲)۔اجل یعنی مدت معینہ

(۳)۔عقد ایجاب وقبول پر مشتمل ہو

(۴)۔افتراق جو ختم مدت پر یا مدت کے بخش دینے پر

(۵)۔عدت خواہ کنیز ہو یا آزاد، حاملہ ہو یا غیر حاملہ

(۶)۔عدم میراث زوج و زوجہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے۔

ان مسائل پر تمام شیعہ و سنی علماء متفق ہیں اور اہلسنت کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن دارمی، سنن بیہقی، تفسیر طبری، احکام القرآن الجصاص، تفسیر بغوی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رازی، تفسیر خازن، تفسیر سیوطی اور کنز العمال وغیرہ۔

اور اسی طرح متعہ کے بارے میں شیعہ اثناء عشریہ کی کتب میں بھی موجود ہے۔ملاحظہ فرمائیں

من لایحضر الفقیھہ جز سوم، المقنع العلامہ شیخ صدوق، الھدایہ شیخ

صدوق، اصول کافی ، النہایہ شیخ طوسی، شرح لمعہ، مسالک ، مدارک، ریاض المسائل ،حدایق ، جواہر، مذکورہ متعہ کے سوا شیعہ خیر البریہ میں کوئی دوسرا بیہودہ قسم کا متعہ نہیں یہی ہے اوراس کے سب قائل ہیں.

زمانہ رسالت مآبؐ میں بحکم خدا حلال ہوا قرآن میں موجود ہے. صحابہ کرام اس پر عمل پیرا رہے. زمانہ جناب ابو بکر میں رائج رہا. جناب عمر کے کچھ دور خلافت میں مرسوم رہا، نجانے حکم خدا کو کیوں عوام الناس پر حرام قرار دیا اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دی کہ اس فعل کے فاعل کو سخت سزا دی جائے گی .ایسا کیوں ہوا اور کیا مجبوری تھی یہ تو خود خلیفہ ہی بتا سکتے ہیں ہم تو یہ مقدمہ بارگاہ خداوندی میں دائر کر سکتے ہیں فیصلہ خود اسی کی عدالت میں ہوگا جو احکم الحاکمین ہے .نہ جانے متعہ کی تحریم سے کتنے لوگ زناء میں مبتلا ہوئے اور ہو رہے ہیں .اگر جناب عمر اسے بند نہ کرتے تو کائنات میں کم از کم مسلمان تو اس گناہ کے مرتکب نہ ہوتے۔

مطالعہ تاریخ وحدیث، پیروان قرآن کریم اور شوق کتب بینی رکھنے والے حضرات اگر غور وفکر سے کام لیں اور ساتھ ہی انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں تو ان پر بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ متعہ کے خلاف معاویہ اور طرفداران بنوامیہ نے ہی اپنی سیاسی اغراض کے تحت محاذ قائم کیا اوران ہی کے ہم مشرب علماء وفقہاء نے حرمت کے فتوے دیئے اور ضرورت کے وقت جعلی اور من گھڑت احادیث بھی بناڈالیں حالانکہ کتب اہلسنت میں

اس کے مسائل واحکام موجود ہیں گوآہستہ آہستہ مرور زمانہ کے ساتھ اہلسنت نے اس مسئلہ کو اپنے مذہب کے خلاف قرار دے کر صرف شیعوں کی طرف منسوب کردیا مگر علمائے اعلام کے نام زندہ اور کتب قدیمہ علماء اسلام اب بھی موجود محفوظ ہیں۔

متعہ کے خلاف معاویہ کا محاذ:

دراصل بات یہ ہے کہ جنگ صفین کے بعد مسلمانوں کے دو گروہ اعلانا وجود میں آئے .ایک شیعہ اہلبیتؑ اور دوسرے شیعہ معاویہ .معاویہ نے اپنے گروہ کا نام اہلسنت والجماعت رکھا جنہیں پہلے شیعہ معاویہ یا شیعہ عثمان کہا جاتا تھا چونکہ معاویہ وطرفداران معاویہ میں بغض علیؑ واہلبیتؑ بہت زیادہ تھا اور خصوصا حضرت علیؑ اور ان کے خاندان سے دشمنی وعداوت زیادہ تھی اور چونکہ جناب عمر اپنے دور خلافت میں متعہ سے منع کر چکے تھے اور اہلبیتؑ رسولؐ واکثر اصحاب رسولؐ نے سرکلر آرڈر کی موافقت نہیں کی تھی اسلئے معاویہ اور اس کے حواریوں نے تحریم متعہ کے موضوع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جناب عمر کی آڑ لے کر فقط اسلئے کہ اہلبیتؑ نبی کی مخالفت زور پکڑے اس مسئلہ کو خوب ہوا دی چونکہ یہ گروہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور سنی وہ جو معاویہ کی خودساختہ ایجاد سے وجود میں آیا اس لئے اس اہم اسلامی مسئلہ کو فقط شیعوں کا مسئلہ قرار دے کر زنا کا پوری دنیا میں رواج عام کیا اور لازمی بات تھی.

چونکہ شیعان علیؑ اور اہلسنت معاویہ کا دور کا بھی واسطہ نہیں رہا اور سنی حضرات نے کبھی یہ غور تک نہ کیا کہ یہ لقب تو معاویہ شاہی طبقے نے اپنے لئے مقرر کیا تھا ہم پر لقب اہلسنت کیوں زبردستی حاوی کیا جارہا ہے ۔غرضیکہ کبھی نہ سوچا اور شامی اہلسنت لقب گروہ کے ساتھ سارے مسلمان اہلسنت لقب سے ملقب ہوگئے اب ان کا شماران میں ہونے لگا اور شیعہ ان کے غیر بن گئے حالانکہ کچھ غور وفکر کریں تو یہ نسبت شامی سنیوں کے شیعوں سے زیادہ قریب ہیں اور طرفداران معاویہ میں اگرچہ شیخین کی خلافت تسلیم ہے مگر بغض خاندان رسالتؐ اور دشمنی اہلبیتؑ نبیؐ وذریت امیر المومنین علیؑ ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

اہلسنت حضرات کا اہلبیتؑ کے علاوہ چند خلفاء سے تو رابطہ ہے مگر معاویہ سے تو ان مسلمانوں کا جو حضرت علیؑ اور اہلبیتؑ کے وفادار ہوں دور کا بھی لگاؤ نہیں وہ تو

معاویہ کو دشمن ذریت رسول اور خائن تصور کرتے ہیں مگر خدا لعنت کرے شامی ریاست پر جس نے ایک نیا لقب ایجاد کر کے سب کو اپنے ساتھ لپیٹ لیا اور مسلمانوں کی بھاری اکثریت کو شیعوں سے جدا کر دیا چونکہ شیعہ مسئلہ متعہ کی اہلبیتؑ کے مسلک پر چلتے ہوئے حمایت کرتے ہیں اسلئے تمام مسلمانوں میں یہ ذہن نشین کرا کے کہ یہ مسئلہ ہمارا نہیں شیعوں کا ہے انہیں دھوکے میں رکھا گیا اور وہ متعہ کو حرام سمجھتے رہے مگر اب غور کیا جائے زمانہ روشن ہے۔

فکر روشن دل و دماغ روشن ہے اب غفلت دور ہو سکتی ہے تعلیمی دور ہے سائنسی زمانہ ہے عقل پر زور دیا جا سکتا ہے اور دنیا میں زنا کی کثرت کے اسباب کو ڈھونڈا جا سکتا ہے اور اسلام میں نکاح میعادی کو جائز مان کر زنا کاری کے فتنہ کا سد باب کیا جا سکتا ہے جس پر خلیفہ شام نے بڑا زور لگایا اور اہلبیتؑ کی عداوت میں حضرت عمر صاحب کو نشانہ بنا کر اپنے مذموم مقصد میں ظاہری کامیابی حاصل کی۔

مگر حقیقت ہے کہ متعہ قانون اسلامی ہے قرآن کریم میں واضح طور پر اس کا حکم موجود ہے سنت سے بڑی تفصیلی وضاحت کے ساتھ ثابت ہے حضور اکرم کے زمانہ میں تھا جناب ابو بکر کے زمانہ میں قائم رہا خود خلیفہ زادی نے اس عمل خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جناب عمر کے زمانہ میں بھی کافی عرصہ تک رائج رہا پھر منع کر دیا گیا۔ مگر صحابہ کرام میں بند نہ ہوا آئینی ازدواج ختم کر دیا گیا خلیفہ عثمان کے زمانہ میں رائج نہ کیا گیا البتہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے دور حکومت میں اس کی اجازت مل گئی۔ مگر ان ادوار میں صحابہ رضوان اللہ علیھم متعہ کو شرعی حق سمجھ کر اکثر اس پر عمل پیرا رہے اور خصوصا خاندان بنی ہاشم نے اس حکم امتناعی کی مخالفت کی۔ اور حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام یہاں تک فرما گئے:

”اگر متعہ بند نہ کر دیا جاتا تو سوائے بد بخت کے کبھی کوئی شخص زنا ہی نہ کرتا“

چونکہ خداوند عالم نے زنا کو روکنے کے لئے دائمی نکاح میسر نہ ہونے والوں کیلئے ایک ایسا طریق حلال نکالا تھا جس کی رو سے اخلاقی جرائم میں کافی حد تک کمی

ہونے کا امکان تھا اس لئے اسے مسلمانوں کا حق سمجھا جاتا تھا اور جس بارے میں شریعت مقدسہ اسلامی نے انسان کو آزادی دی ہے اسمیں کسی کی مخالفت وموافقت مسلمانوں کو برداشت نہیں ہوتی اگر حکومتوں کو آزادنہ ترمیم و تنسیخ قوانین شرع کی اجازت دیدی جائے تو اسلامی آئین روئے زمین پر باقی نہیں رہ سکتا۔

جب دور بنی امیہ میں محض عداوت آلؑ رسولؐ کی بنا پر ہنگامی طور سے جناب عمر کے حکم امتناعی کی آڑ میں متعہ کی مخالفت کی جانے لگی تو حضرات آئمہ اطہارؑ نے خصوصیت سے مومنین کو اسکی بابت ابھارا اور سنت رسول اللہؐ کے مٹ جانے اور آئین دین کے بدل جانے کی حالت میں اس سنت وحکم اور آئین کو باقی رکھنے والوں کی ہمت افزائی فرمائی تاکہ جوں جوں دشمن روکتے جائیں اسکے باقی رکھنے پر اصرار کریں اور اس امر کو جو شریعت مقدسہ میں حلال ہے حرام قرار دے کر دین میں تبدیلی نہ آنے دیں یہی وجہ ہے کہ آئمہؑ آل محمدؐ نے متعہ کا ثواب اس قدر بیان فرمایا ہے کہ مخالفین اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اسکی وجہ یہ تھی کہ جب کسی حکم دینی کو سختی سے روکا جاتا ہے تو اس حکم کی بقاء کیلئے ڈٹ کر گمراہ طاقتوں کا مقابلہ کیا جاتا ہے جیسا کہ انگریزوں نے کئی بار ہمارے دینی وشرعی حقوق ہم سے سلب کرنا چاہے مگر ہم نے مخالفت کرتے ہوئے وہ احکام واپس کرادیئے۔

آئمہ مصومینؑ کی تلقین وہدایت امر آئین کی مخالفت میں ہمیشہ اس غرض سے جاری رہی کہ متعہ اسلامی جو ایک حق شرعی ہے اور بہت سی برائیوں کو روکتا ہے آئین اسلام سے نہ نکل جائے ورنہ مسلمانوں کی اکثریت زناکار ہو جائیگی۔ مگر حکومتو ں نے عہد آل محمدؐ کی مخالفت کی اور حتی الامکان ایڑی چوٹی کا زور لگا کر انکی ضد میں ا س آئینی حق اسلامی سے مسلمانوں کو اچھی طرح روکا ٹوکا تا اینکہ دینا بھر میں متعہ تبدیل ہو گیا اور اب حلال جاننے والے بھی معیوب سمجھنے لگے جس کے نتیجے میں حرام رائج اور زنا شائع ہوتا گیا اب جبکہ زنا کاری عام ہو چکی تو اب کوئی چارہ کار بھی نظر نہیں آتا ہزار سال سے بند کیے ہوئے حلال کام کو اگر رائج کرتے ہیں تو مخالفین کو لازما غلطی

تسلیم کرنا پڑتی ہے اور اگر بدستور بند رکھتے ہیں تو معاشرہ میں زنا کاری بڑھ رہی ہے مگر افسوس اگر اس حلال محمدؐ کو حرام نہ کیا جاتا تو یقیناً معاشرہ ایسی نوبت تک نہ پہنچتا جس تک پہنچ چکا ہے۔

اسلام مقدس میں متعہ کی افادیت:

شہوت کی آگ کی چنگاریاں انسان کی فطرت میں مشتعل ہیں جو اگر چہ ناسوتی قالب کی راکھ مین دبی ہیں مگر ان کی حدت وحرارت اتنی تیز ہے کہ اندر ہی اندر انسان کی طبیعت کو ابال دیتی ہیں جب انسانی قوائے طبعی جوش کھاتے اور نفس کی خواہشوں میں ابال آنے لگتے ہیں تو انسانیت اپنے محور اعتدال سے ہٹنے لگتی اور حیوانیت کی مفسد حرارت کی طرف بڑھنے لگتی ہے اور تاوقتیکہ اس آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو ٹھنڈا نہ کیا جائے اس وقت تک انسان خود اپنے آپ میں نہیں رہتا۔

مرد کا عورت کی طرف قلبی رجحان اور نازک جنس کی طرف جنسی میلان خلقی وفطری ہے جو کسی زور، طاقت، قانون، آئین، سختی، درشتی اور کسی اثر یا دباؤ سے نہیں رک سکتا اس فطری قوت کو خداوند عالم نے اپنی حکمت و مصلحت سے بغرض بقاء نسل طبیعت میں وہ ودیعت فرمایا دیا ہے اگر بھوک نہ لگے تو دولت مندوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ دولت خرچ کریں اور کھانے پکا کر کھائیں۔ اگر لذت نفس عمدہ ولذیذ غذاؤں میں نہ ہو تو خواہ مخواہ اتنا مال خرچ کر کے کیا فائدہ؟ بدن میں قوت آئے یا نہ آئے جان سلامت رہے یا نہ رہے کل کے مرتے آج مرجائیں دولت اپنی جگہ سے کیوں ہلے؟ سرمایہ خرچ کیوں ہو؟

یہ سب بھوک کی خواہش اور زبان کی لذت کے طفیل ہے جس کی بدولت خوب کھایا پیا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے بدن توی مضبوط وسالم رہ جاتا ہے اسی طرح اگر جنسی میلان طبیعت انسان میں نہ ہو اور فطری طور خواہش نسواں سے انسانی دل خالی ہو تو کسی کو کیا ضرورت کہ صرف اسلئے کہ اللہ تعالی کا حکم ہے کہ نسل بڑھاؤ۔ اولاد پیدا کرو

اور بقاء وتحفظ جنس بنی آدم کا دھیان کرو.بی نسبیل اللہ محض تعمیل حکم خداوند حکیم کیلئے عورت کی طرف رغبت کرے باوجود انتہائی روک تھام کے اولاد پیدا ہوتی اور روز بروز نسل انسانی بڑھتی جاتی ہے۔

شہوت ایک خداداد لذت ہے جو بڑی گہری حکمت سے خود خلاق بشر نے بشر کے نفس میں بھر رکھی ہے اور اسکو اپنے مقاصد حکیمانہ پورا کرنے کیلئے اتنا مضبوط بنا دیا ہے کہ ہرگز ہرگز انسان کو اس کا جوش فرد کرنے اور اسکی تیزی اور دھیمی کرنے کا کوئی امکان اس لئے نہیں کہ وہ اس پر کسی طرح اسوقت تک قابو نہیں پا سکتا جب تک اس کے نفس کو مدعا کے حصول سے تسکین نہ ہو لے۔

پس جب یہ ثابت ہے کہ انسان نفسانی قوی اور شہوانی جذبات سے اتنا مرعوب ہے کہ جب تک اس کو تسکین نہ دے دے اس وقت تک اس کو خود اپنے اوپر قابو نہیں ہوتا۔تو کیا یہ کتنا بڑا ظلم ہوگا کہ ایسی سلگتی ہوئی آگ میں گھسے ہوئے انسان کو یہ حکم دیا جائے کہ خبردار کسی عورت کو نہ دیکھو؟ اور کسی کی طرف رغبت نہ کرو اور کسی سے ازدواج نہ کرو مگر صرف ایک دائمی یا حد سے زیادہ چار نکاح' ان کے علاوہ قطعا دل میں خطور بھی نہ لاؤ۔خطرہ تو اتنا جیسے ماچس اور پٹرول' سختی اتنی کہ سر نہ کھلے' چہرہ پر نظر نہ پڑے' بال تک دکھائی نہ دے' عورت پردہ کرے' خلط ملط نہ ہوں مگر حلال کا انتظام کچھ بھی نہیں۔سب حرام؟

ایسا حکم محالات کا حکم ہے ہو سکنے کے قابل نہیں اس کے نتیجے میں انسان بادام العمر یعنی زندگی بھر کا للچایا ہوا ہی رہے گا۔دل میں شہوت کی بھڑک' نفس میں جنسی میلان کا جذبہ' طبیعت کو عورت کی تلاش' نظروں کو جستجو' فطرت میں جنس کی طرف رغبت' سینے میں ایک ہی تڑپ کہ عورت کیسے حاصل ہو؟ فکر و خیال بھی ہمیشہ محو' آنکھ ہر وقت عورت کے راہ پر' وہم ہمیشہ تخیلی عورت کے جسم کی طرف' دل ہی دل میں وصال ہوتے رہیں گے خیال ہی خیال میں ایک دوسرے سے ہمکنار ہو رہے ہونگے' منہ سے رال ٹپک رہی ہوگی' آنکھیں للچا رہی ہوں گی' نگاہیں عورت کی چال کیساتھ ساتھ چل رہی

ہوں گی، ضمیر اندر ہی اندر عورت کا پیچھا کیے ہوئے ہوگا' نہ راستے میں چین' نہ گھر میں قرار' نہ فرش پر آرام نہ بستر پہ سکون' نہ عبادت میں لذت نہ تجارت میں لطف' ہمہ وقت فکر و پریشانی کا جال ہر وقت طبیعت میں انقلاب کیونکہ یہ ایسی آگ ہے جو بھڑک رہی ہے مگر اس کا بجھانے والا کوئی نہیں.

اس کے نتیجے میں نظام دنیا میں خلل سارے عالم میں گڑ بڑ' عورتیں گھر سے نہیں نکل سکتیں لڑکیاں اکیلی راستہ چل نہیں سکتیں' جوان مردوں کے درمیان سے گزر نہیں سکتیں درندہ صفت انسان اور وحشی قسم کے انسان خونخواری کیلئے چار طرف پھیلے ہیں. کوئی آنکھوں سے شکار کرنے کیواسطے' کوئی منہ سے کچھ کہنے کیلئے. حتی صنف نازک کو اپنی لپیٹ میں لینے کیلئے چاروں طرف عورت کے منتظر گھوم رہے ہیں اور سب اپنی اپنی دھن میں جھوم رہے ہیں بہو بیٹی کو اندیشہ ہے کہ کہیں کسی شکاری کے شکار میں نہ آ جائے کیونکہ بھوکے ہیں گو کوئی بات نہیں.

اگر انسان عورت سے وصل سوچے گا دل میں. اگر دیکھے گا تو آنکھوں سے' اگر بولے گا تو منہ سے. کسی عورت کا اس سے نکاح نہیں ہوسکتا تو اس سے بڑے بڑے مفاسد رونما ہوسکتے ہیں مثلاً دیکھنا خود ایک جال ہے جس کے ذریعے عورت کا شکار ہوسکتا ہے.

تمناؤں میں ڈوبے ہوئے انسان عورتوں کے پیچھے ہولیں تو مراد مل سکتی ہے اگر تصور ہی تصور میں خیالی تصویر عورتوں کی بنالے اور خیال ہی خیال میں محو و مصروف رہ کر خیالی وصال میں مشغول ہو جائے تو کسی عورت کا کچھ نہیں بگڑ سکتا مگر جس وقت مرد پر وہ کیفیت طاری ہو اور وہ سڑکوں پر چل رہا ہو اور بازاروں میں بظاہر اپنا کاروبار کر رہا ہو اور اندرون دل میں اس قسم کے کھلونوں سے کھیل رہا ہو جو جذبوں نے اس کیلئے فراہم کرر کھے ہیں اور یکایک جو اس کا شعلہ ہوس بھڑکا اور دل ہی دل میں سلگتی ہوئی آگ جو یک بارگی بھڑک اٹھی اور اس کی آنکھیں اندھی ہوگئیں.

جب ہوس بھڑک گئی' شعور سو گئے اب اس کو پتہ ہی نہیں کہ میں کون ہوں اور

کیا کر رہا ہوں وہ تو خیالی جماع اور تصوراتی مباشرت میں مشغول تھا مگر وہم و خیال مجسم ہو کر سامنے آ گیا چلتی پھرتی عورت کو اس نے سر بازار دبوچ لیا اور وہ یہی سوچ رہا ہے کہ میں اپنی اسی دھن اور خیالی تصویر سے ہمکنار ہو رہا ہوں تو کیا اس مفسدے کی روک تھام کا بھی کوئی انتظام ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ جب اسے ہوش آئے تو اپنے آپ کو کسی نا معلوم و نا کردہ گناہ الزام میں محبوس پائے۔

اگر ان تمام حالات پر بزور نفس قابو پا لے اور خود کو انتہائی مظبوط و محکم بنائے تو گویہ بہت ہی مشکل ہے مگر جب ایک ایسا ہو سکتا ہے تو ساری مخلوق بھی ایسا بن سکتی ہے اگر سب ہی اتنے قابل ہو جائیں تو پھر قدرت کا فطرت میں شہوت ودیعت کر دینا ہی لا حاصل اور بے معنی و عبث ہو گا اس لئے کہ اگر سارے انسان اتفاق کر کے جماع ترک کر دیں اور عورت کی طرف سے یکسر قطع تعلق کر لیں اور پھر خدا کا منشاء تحفظ بقاء نسل انسانی کی بابت خوب پورا ہو گا حالانکہ یہ بالکل ناممکن بلکہ محال ہے مرد ہو یا عورت ہرگز ہرگز جنسی میلان اور طبعی رجحان سے کسی حال باز نہیں آ سکتے

اس لئے ضروری ہے کہ انسان عفیف یعنی باعفت اور پاکیزہ نفس، پاکیزہ عیال ہو اس کی طبیعت میں ہر وقت عورت نہ ہو دماغ میں ہوائے نسوانی اور دل میں ہوس شہوانی بھری نہ ہو نگاہیں بیتابی سے عورتوں کی چال ڈھال کی طرف نہ جا رہی ہوں کان ان کی آوازوں کی جانب نہ لپک رہے ہوں خیال ان کے گرد گرد نہ گھومتا ہو آرزوئیں تصور میں وصال کی مرادیں نہ مان رہی ہوں۔

یہ صفت پاک دامنی و عفت انسان میں کب آ سکتی ہے جب وہ اپنے جوش نفس کو مواصلت جائز کے ٹھنڈے چشمے سے بٹھا چکا ہو اور آتش شہوت کی بھڑک کو مٹا چکا ہو یہ ظاہر ہے کہ کھا پی کر سیر شکم ہو کر کسی باغ یا زراعت یا دکان یا دستر خوان پر جانے والا ہرگز اس نظر سے ان نعمتوں کو نہیں دیکھے گا جس طرح بھوکا خالی شکم یا للچائی ہوئی آنکھوں سے دیکھے گا اس طرح جماع کیا ہوا انسان جس کی شہوت نفس اور خواہش ہوس کا بھوکا تسکین پا چکا ہو اور وہ خود سیر چشم بن چکا ہو ہرگز وہ کسی عورت کی عزت و آبرو کی

طرف نگاہ نہیں اٹھائے گا.

لہذا دنیا میں امن کی صورت یہی ہے کہ ہر انسان مرد ہو یا عورت اپنی اپنی جگہ جذبات کے معاملہ میں گرسنہ چشم نہ ہو سیر چشم ہو اور جائز ازدواج کے ذریعے حلال ومباح وصال کے وسیلے ہوس ہمکناری پورا کر چکا ہوتا کہ طبیعت میں سکون آچکا ہو اور بیقراری و بیتابی دور ہو چکی ہو ایسے انسان سے نہ زنا کاری کا خوف نہ غلط ارادے کا خطرہ ہوتا ہے اور یہ بات تب ہی نصیب ہو سکتی جب مذہبی و آئینی عنوان سے انسان کو اتنا امکان ہو کہ وہ تشنہ لبی کے موقع پر اپنی پیاس بجھا سکے اور اس کے کلیجے میں التہاب باقی نہ رہے.

اسی وجہ سے صفت کثرت مجامعت کو صفت انبیاء کہا گیا ہے اور یہ صفت عفت و پاکدامنی ہے. عفت جماع نہ کرنا نہیں بلکہ عفت بطور جائز جماع سے فراغت حاصل کر کے اس قابل بن جائے کہ اب کسی دوسری طرف توجہ وخیال کی ضرورت نہ پڑے پس جسقدر زیادہ جماع کریگا اتنی ہی زیادہ عفت مضبوط ومحکم ہوگی اور اتنا ہی کردار بلند سے بلند تر ہوگا.

جب کھا پی کر نکلے گا تو ہرگز ہر ایک کے دسترخوان اور ہر ایک کی چائے کی میز کے مزے لینے کا خیال ہی نہیں کرے گا پس کہا جا سکتا ہے کہ سیر خودار ہو سکتا ہے اور بھوکا خودار نہیں ہو سکتا جنسی معاملات میں سیر وہ ہے جو یا تو بذریعہ نکاح دائمی اپنی ہوس پوری کر سکتا ہو اور اگر یہ امکان نہ ہو تو میعادی نکاح کی سہولت و آسائش سے اسے خود کو سیر کرنے کا موقع دیا گیا تا کہ وہ اپنی عفت سنبھال سکے. پس اگر متعہ جو نکاح اسلامی ہے اور کتاب وسنت کی روح سے تمام علماء وفقہاء اسلام کا متفقہ مباح نکاح ہے.

متعہ مسلمانوں میں رائج ہو تو اس کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہو سکتا ہے کہ زنا جو شریعت اسلام میں گناہ کبیرہ ہے دنیا سے یک قلم بند ہو جائے بلکہ زنا کاری کشت وزار انسانیت سے بالکل معدوم وفنا ہو جائے ورنہ اس آزادی مرد وزن اور بے پردگی و آوارگی کے زمانے میں جب کہ اجتماع ہی مخلوط ہو اور اختلاط جامع ومجموع بھی موجو

دہو دفتروں میں زن و مرد ایک جگہ کام کریں کالجوں میں لڑکے لڑکیاں ایک جگہ تعلیم حاصل کریں ہسپتالوں میں ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹرز ایک ہاؤس میں بیٹھیں اور ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں .موٹروں بسوں اور ٹرینوں میں اکٹھا بیٹھیں اٹھیں اکیلی عورتیں بغیر شوہروں یا عزیزوں کے جہاں چاہیں جائیں اور شوہر بھی انگلیاں پکڑ کر جہاں چاہیں لے جائیں مردوں عورتوں کے درمیان کوئی مانع حجاب یعنی رکاوٹ اور آڑ نہیں اور جب باہم دیگر خلط ملط ہوں۔

دائمی نکاح کر سکتے نہ ہوں متعہ کو حلال سمجھتے نہ ہوں امکانات وافر ہوں وسائل فراہم ہوں آلات وادویات کے ذریعے حصول اولاد کا سد باب بھی آسانی سے کیا جا سکتا ہو .رسوائی وفضیحت یا شرمندگی وخجالت سے قوم یا گھرانے سے خود کو بچایا بھی جا سکتا ہو تو آخر کونسا امر مانع ہے کہ باہم میل جول رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے ہمکنار نہ ہوں اور واقعی اتنے ہی عزم واستقلال کے مالک اور اتنے ہی مضبوط اعصاب ہوں تو پھر انسان کیوں کہلاتے ہیں.

یہ تو عالم بالا ملکوتی فرشتے ہیں جن پر ہر فرد وبشر کو رشک آنا چاہیے کہ کاش ایسے ہی مواقع ہمیں بھی حاصل ہوں اور ہم بھی ایسے بلند کردار حاصل کر سکیں کہ عورتیں بغل میں ہوں اور طبیعت میں اثر تک نہ ہو لیکن اگر ہم ایسا بن جائیں تو ہمیں دنیا نامرد کہے گی یہ مردانگی صرف ان کیلئے ہے جو ہر وقت آگ میں جلتے ہیں اور سلگتے نہیں مگر حقیقت میں یہ فریب نظر ہے .درواقع اندرونی حالات بد سے بد ہو چکے ہیں مگر دھیان دینے والا اور اصلاح کر کے مسلمانوں کے کردار کا بنانے والا کوئی نہیں.

اس وقت اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ علماء اسلام تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اس اسلامی اور حلال ومباح کام میں بشر بے چارہ کی بے چارگی کا کوئی معقول علاج کریں تا کہ خداوند کریم کی زمین سے زنا جیسے کبیرہ گناہ وسنگین جرم کی روک تھام ہو سکے۔

آئین اسلام میں متعہ کی ضرورت:

متعہ ازروئے کتاب وسنت قرآن وحدیث مسلمانوں کا متفقہ آئینی نکاح ہے اور عقل سلیم اس کے جواز کی موید وحامی ہے جس کی حکیمانہ فلسفیت عقلاء عالم سے پوشیدہ نہیں ۔مسلمان دین اسلام کو دین فطرت سمجھتے ہیں اور حق بھی یہی ہے کہ اسلام دین فطرت ہی ہے جو مقتضائے فطرت ہے وہی آئین شریعت ہے البتہ غرض عقلائی ہو اور حیوانوں کی طرح محض خواہش کی پیروی ومتابعت مقصود نہ ہو چنانچہ اسلام کا کوئی حکم فطرت وطبیعت کے مخالف نہیں البتہ اکثر احکام مطابق عقل ہونے کیوجہ سے نفس کیخلاف ضرور ہیں ۔خداوند عالم نے ہوائے نفس کی پیروی سے ضرور روکا ہے۔

مگر تقاضائے فطری کے کسی رستے کو بند نہیں کیا ہے انسان کو زن ومرد کی دو جداگانہ صورتوں میں خلق فرما کر دونوں میں ایک فطری انس پیدا کر دیا ہے اور اس انس کی وجہ سے خاکی بشر کا نام بھی انسان رکھ دیا ہے یہی انس زن ومرد کے باہمی وصال کا ذریعہ اور میلان قلب کا وسیلہ ہوتا ہے اور بقا نوع انسانی کیلئے عورت کے مرد کیطرف اور مرد کے عورت کی جانب رغبت کا سبب بنا کرتا ہے ۔جس کے نتیجے میں توالا دتناسل قائم اور نسل انسانی دنیا میں باقی ہے ۔

چونکہ مرد وزن کا باہمی ازدواج فطری ہے اسلئے ازدواج ہونا اور ہو کر رہنا چاہیے چنانچہ اسلام نے اس پر قطعا کوئی آئینی پابندی نہیں لگائی عورتیں مردوں کیلئے روح پیدا کی گئیں ہیں انہیں عورتوں سے ازدواج کا فطرۃ حق حاصل ہے شریعت اسلامیہ اس میں مزاحم نہیں ہے ۔

"ان النساء ریاحین خلقن لکم وکلکم یشتهر هم الریاحین"

''عورتیں خوشبو ہیں جو تمہارے لئے ہی پیدا کی گئی ہیں اور تم میں سے ہر شخص خوشبو کا سونگھنا پسند کرتا ہے''

قرآن مجید اسکا شاہد ہے ۔

"خلق لکم مافی الارض جمیعا"

''زمین پر جو کچھ بھی پید کیا گیا ہے سب تمہارے لئے ہی ہے''

عورتوں کا مردوں کیلئے پیدا ہونا آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہے وہ کونسا راہب سادہ ہوگا جو اس بات کا انکار کرے اور کہے عورت مرد کیلئے پیدا نہیں ہوئی جبکہ دنیا کی ساری چیزیں انسان ہی کیلئے پیدا ہوئی ہیں اور اب انسان ہی کے کام آتی ہیں اور خداوند کریم کی طرف سے ان کے تصرف و استعمال کی کوئی ممانعت نہیں ہے تو عورت جو صرف مرد کیلئے آشکارا ہے ایک جداگانہ و مخصوص فطرتی ساخت پر وضع کی گئی ہے آئین الٰہی میں مردوں کیلئے کسی طرح ممنوع الاستعمال بن سکتی ہے۔

"خلق لکم مافی الارض جمیعا" کی دلیل عام ہے البتہ طریقہ استحصال اور حیثیت تصرف کا آئین شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے اگر خلاف آئین دین ہو تو وہی حلال حرام بن جاتا ہے۔گائے بیل بکرا دنبہ جو حلال گوشت ہیں اور احل لکم کہے جاتے ہیں مباح جانور ہیں مگر دانتوں سے نوچ کر نہیں کھائے جاتے بلکہ تزکیہ کے ذریعے ذبح یا نحر یا شکار کے مانند کسی نہج شرعی سے حلال بنائے جاتے ہیں مال بھی اسی طرح کھانا مباح ہے جو کسی وسیلہ حلالی سے قانون شرع کے موافق حلال کیا جاتا ہے۔سیب انار انگور اور دیگر میوہ جات زمین جو سب کے سب انسان کیلئے پیدا ہوئے ہیں حلال و مباح ہیں مگر دین و شریعت کے مطابق انہیں حلال کر کے ہی تصرف میں لایا جاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ کسی چیز کے جائز التصرف بنانے کیلئے چند شرائط ہیں اور ملکیت کے موانع موجود نہ ہوں اور جواز تصرف کے اسباب بھی موجود ہیں تو دنیا کی کسی چیز کو انسان سے روکنا یعنی میوہ جات موجود ہوں اور کہے خبردار کھانا نہیں اور نعمات دنیا سے انسان کو محروم رکھنا ظلم و ستم ہے اگر کوئی انسان گائے، بیل خریدنا چاہتا ہو مکان بنانا چاہتا کوئی میوہ یا میٹھا ہی کھانا چاہتا ہو خواہش بھی ہو ضرورت بھی پیسہ بھی ہو وہ چیز فراہم بھی ہو اس کے حاصل کرنے کی قدرت و استطاعت بھی ہو اور وہ مباح بھی ہو مگر کیا

خبر دار مت لینا

خداوند کریم نے تو منع نہیں فرمایا بیشک خرید کرے. کھائے پیئے مکان بنائے اور ہر نعمت سے بطریق حلال متمتع اور لطف اندوز ہو. کسی مالک کے باغ سے چرا نہ لے کسی تاجر کے انبار سے پوشیدہ طور پر نکال نہ لے غصب نہ کرے بلا رضا مندی تصرف نہ کرے. ظلم وستم کر کے حاصل نہ کرے زبردستی چھین نہ لے. غرضیکہ طریقہ استحصال شرعا جائز ہو تو اس پر اس کا تصرف صحیح و جائز ہو گا بس سیب بذات خود ممنوع نہیں زمین بذات خود ممنوع نہیں. پہاڑی میدانی یا صحرائی زمین سب مباح ہے صرف حاصل کرنے کے بعض طریقے اور ذرائع ممنوع ہیں جن کے ملاحظے بغیر وہ کسی چیز پر تصرف نہیں کر سکتا.

عورت بھی بذات خود ممنوع الاستعمال نہیں ہے. ہر مرد کو عورت سے ہر عورت کو مرد سے اس طرح استذاز واستمتاع کا حق حاصل ہے. جس طرح دنیا کی تمام نعمات ولذات سے جب اور جس طرح انسان چاہے ضوابط شریعت کے تحت متلذذ اور متمتع ہونے کا حق رکھتا ہے اور جسطرح نعمات دنیاوی میں قیود وشرائط شرعی ملحوظ رکھنی پڑتی ہیں وہی اسلامی قیود عورت کے بارے میں بھی ملحوظ خاطر رکھنی پڑیں گی.

ازدواج زن ومرد کے جائز التصرف ہو جانے کا ہی نام ہے جو صرف آئین شریعت کے مطابق ہی حاصل ہو سکتا ہے یعنی ازدواج کے حصول کیلئے شرعا جو امر حائل ہو اس کا ہٹانا اور رکاوٹوں کا دور کرنا ضروری ہے اگر رکاوٹیں دور نہ کریں اور موانع کا خیال نہ کریں تو ایک طرف وہ عمل خلاف آئین شریعت واقع ہوتا ہے جیسے بغیر تزکیہ کئے حلال حیوانات کا گوشت کھانا. دوسری طرف وہی عمل جو شرعی راستے سے حلال ہوتا ہے غیر شرعی طریقے سے حرام اور خلاف اخلاق انسانی عین مشابہت حیوانی بھی ہے پھر انسان وحیوان میں فرق کیا رہا بنابریں ہر مرد وزن کیلئے اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ ازدواج کیلئے دونوں ایک دوسرے پر حلال ہو جانے والی قسم کے ہوں یعنی ماں بہن بیٹی کی طرح محرم نہ ہوں یا عورت کیلئے باپ دادا بھائی وغیرہ کی طرح محرم نہ ہوں۔

اگر بالفرض اس جماعت کیساتھ نکاح بھی پڑھے تو ایسا ہے جیسے حرام گوشت جانور. بندر بلی سور کا گوشت. اگر رو بقبلہ بسم اللہ کہہ کر ذبح بھی کرے تو حلال نہیں ہوگا. پس ان جانوروں کا گوشت حلال ہوسکتا ہے اور نہ ہی ایسی عورتیں حلال ہوسکتی ہیں. جائز التصرف صرف وہ عورتیں ہیں جو صلاحیت عقد ازدواج رکھتی ہوں خواہ وہ صلاحیت اصلی ہو جیسے محرم نہ ہونا یا صلاحیت عارضی ہو جیسے کسی کی منکوحہ یا ممتوعہ نہ ہونا یا زندہ بیوی کی بہن ہونا کیونکہ جب ایک بہن زوجہ ہے تو اس کی موجودگی میں دوسری بہن اس شوہر پر حرام ہے. بس اگر حلال عورتیں، کسی کی زوجہ، کسی کی ملک زرخرید یعنی شرعی کنیز ہو تو وہ نکاح و متعہ سے حلال نہیں ہوں گی۔

پس عورت اگر محرم بھی نہ ہو، صاحب شوہر بھی نہ ہو، کسی مرد کے عدہ طلاق یا عدہ وفات میں بھی نہ ہو اور کسی کی مملوکہ بھی نہ ہو تو کوئی مرد اسے بشرائط شریعت حلال کرنے میں اور نکاح میں لینے میں کونسا قانون دین مانع ہے؟ اور شریعت مقدسہ اسلام کے کس آئین کی رو سے اب بھی کوئی عورت کسی مرد پر حرام ہے اور کیوں؟ جب مرد و زن آزاد ہیں اور انہیں ازدواج کا حق بھی حاصل ہے تو کونسا اسلام انہیں رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے منع فرماتا ہے.

اب اس باب میں عورت کے حلال ہونے کی شرائط تفصیل کیساتھ قرطاس قلم کی جاتی ہیں تاکہ قارئین خود فیصلہ کریں ۔ بہت افسوس ہے معاویہ کے پیروکاروں نے اس حلال محمدؐ کو فقط آل محمدؐ کیلئے حرام مشہور کیا ورنہ پیغمبرؐ اسلام کے زمانہ میں اس سے منع کیا گیا نہ بادشاہت ابوبکر میں اور کچھ زمانہ بادشاہ حضرت عمر میں بھی حلال رہا مگر بعد میں اپنی طرف سے حضرت عمر نے یہ مارشل لاء آرڈر کے تحت کہا کہ دو متعہ زمانہ رسول میں حلال تھے مگر میں انہیں حرام قرار دیکر منع کرتا ہوں اور مرتکب افراد کو سزا بھی دوں گا. یہ متعتان کیا تھے ایک متعۃ النساء اور دوسرا متعۃ الحج۔

آگے چل کر اس پر سیر حاصل بحث کی جائے گی تاکہ منکرین متعہ کو معلوم ہوجائے کہ یہ ایک اسلامی نکاح ہے جو کہ خداوند کریم کی طرف سے اپنی مخلوق کیلئے

ایک سہولت تھی تا کہ لوگ زنا جیسے قبیح فعل کا ارتکاب نہ کریں مگر اسلام کی مظلومیت کہ خلیفہ ثانی نے ایسے عوام الناس کو ڈرایا کہ آج تک لوگ متعہ کو سننے کیلئے کانپتے ہیں اور معاویہ کے ہمنوا مولویوں نے اس کیخلاف اتنا زہریلا پروپیگنڈہ کیا کہ اس مسئلہ کو اسلام کے خلاف بغاوت سمجھا گیا اور لوگوں کو اس سے بچنے کی تبلیغ کی گئی. واقعا امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے حق فرمایا:

''اگر اس کو بند نہ کیا جاتا تو کوئی زنا نہ کرتا مگر کوئی شقی یعنی بد بخت''

مگر اب زنا کا گناہ ضرور متعہ سے منع کرنے والوں کے سر ہے۔

عورت کے حلال ہونے کی شرائط:

۱۔ مرد و زن کی تراضی طرفین: یعنی مرد و زن دونوں راضی ہوں اور اصالۃ یا وکالۃ ایجاب وقبول کریں. اگر عورت راضی ہو اور مرد راضی نہ ہو یا مرد راضی اور عورت راضی نہ ہو تو عقد حلال نہیں ہوگا۔

۲۔ حق مہر کا تعین: یعنی بغیر حق مہر کے نکاح یا متعہ حلال نہیں ہوگا۔

۳۔ قلبی رضاء جانبین: یعنی از قلب دونوں جانب سے رضا حاصل ہو خواہ اصالۃ ہو یا وکالۃ. البتہ اہلسنت میں ایک ہی وکیل جانبین سے ایجاب وقبول کرتا ہے اور شیعوں میں دونوں طرف۔

۴۔ ایجاب وقبول واقع ہونے کی دلیل شرعی صیغہ ہے. عورت کی طرف سے وکیل ایجاب انکحت یا زوجت یا متعت کہے اور مرد کی طرف سے اس کا وکیل اس لفظ کے ذریعے قبلت کہہ کر قبول کرے. یعنی مرد و زن میں بغیر صیغہ کے کوئی بھی ایک دوسرے پر حلال اور ایک دوسرے کا زوج نہیں بن سکتا۔

اب کون صاحب عقل و شعور کہہ سکتا ہے کہ نہیں متعہ تو ایک بناوٹی اور مصنوعی عمل ہے حالانکہ جو شرائط عقد دائمی میں ہیں وہ تمام کی تمام شرائط عقد منقطع یعنی متعہ میں موجود ہیں مگر فرق صرف اتنا ہے کہ دائمی میں مدت کا کوئی تعین نہیں ہے اور متعہ میں

مدت کا تعین ضروری ہے بغیر تعین مدت کے نکاح دائمی ہو جائے گا۔
مگر کیا کہنا مخالفین کا کہ آئے دن پمفلٹ بازی، کتاب بازی، اشتہار بازی اور لا حاصل پروپیگنڈہ کر کے حلال سے منع کرتے ہیں اور زنا کی راہ ہموار کرتے ہیں آیا کوئی صاحب عقل ایسے افراد کو اسلام دوست کہے گا بلکہ اسلام و قرآن کا دشمن کہے گا۔ یہ تو فقط شیطان کو خوش کرنا ہے اسلام کی روح کو اذیت پہنچانا ہے۔ خدارا علماء اسلام سمجھیں اور عقل و شعور سے خود فیصلہ کریں کہ کونسی آیت ناسخ متعہ ہے یا کس مقام پر پیغمبر اکرمؐ نے
اس فعل سے منع فرمایا۔ فقط یہ دشمنان اہلبیتؑ کا پروپیگنڈہ ہے اور معاویہ کی حمایت میں اسلام دشمنی کا ثبوت ہے۔

اسلام میں زنا کی مذمت:

قارئین گرامی القدر چونکہ بندہ حقیر کا موضوع نکاح متعہ ہے جس کو شریعت مقدسہ میں ثابت کیا جا رہا ہے اس فعل کو صحابہ کرام بھی انجام دیتے رہے ہیں اور خداوند کریم نے اپنی مخلوق پر خصوصی لطف فرمایا اور زنا جیسے گناہ کبیرہ سے بچنے کی قرآن میں تاکید فرمائی۔ کیونکہ زنا سے بدتر اسلام میں کوئی گناہ نہیں یہ سخت ترین گناہ کبیرہ ہے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر زنا کی شدید مذمت کی گئی ہے اور حدیثوں میں بہت زیادہ اس کے نقصانات بیان فرمائے گئے ہیں جیسا کہ رب کائنات قرآن مجید میں یوں ارشاد فرما رہا ہے:

" ولا تقربو الزناء انه کان فاحشة وساء سبیلا "

ترجمہ:

''زناء کے قریب بھی مت جاؤ کہ وہ سخت گندا اور بہت برا راستہ ہے''۔

اسی طرح ایک اور آیت مجیدہ مخالفت زنا میں اور اس کے عذاب میں اس سے زیادہ صریح ہے:

" والذین من لایدعون مع اللہ الھا آخر ولا یقتلون النفس اللتی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون"

ترجمہ:

"خدا کے خاص بندے وہ ہیں جو اللہ کے سوا کوئی دوسرا خدا قرار نہیں دیتے اور جس کا قتل کرنا اللہ تعالی نے حرام کیا ہے اسے ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ ہی زنا کرتے ہیں"

اس کے بعد خداوند کریم نے قرآن مجید میں واضح طور پر بتایا ہے کہ جو یہ تین عظیم گناہ انجام دے گا اللہ تعالی اسے اثام سے ملا دے گا۔ "ومن یفعل ذلك یلق اثاما" یعنی جو یہ کام کرے گا وہ اثام سے ملا دیا جائے گا اور اثام دوزخ میں ایک میدان کا نام ہے جہاں زنا کاروں کیلئے عذاب کا بندوبست کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا:

" یضاعف سر العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا"

ترجمہ:

"ایسے کو (یعنی زانی کو) دوگنا عذاب دیا جائے گا اور اس میں ہمیشہ ذلت وخواری کے ساتھ رکھا جائے گا"

زنا کی مذمت میں چند احادیث:

رسول ثقلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:
''جب میرے بعد میری امت میں زناء زیادہ بڑھ جائے گا تو اچانک موت آنا شروع ہو جائے گی اور بہت سارے لوگ دفعتہ مر جایا کریں گے'' جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے پناہ بخداوند متعال.

رسول کائنات، سردار الانبیاء نبیؐ فرماتے ہیں:
''جو شخص کسی کی حرمت سے زنا کرتا ہے آخر کار اس کی حرمت سے بھی کبھی کوئی زنا کرتا ہے''

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا گیا:
''جنت کی خوشبو ہزار سالہ راہ سے معلوم ہے مگر تین قسم کے لوگ جنت کی بو تک نہیں سونگھ سکتے: والدین کا عاق شدہ، قاطع رحم، بوڑھا زناء کار''

ایک جگہ اور ارشاد ہو رہا ہے:
''جس گھر میں چار چیزیں داخل ہوتی ہیں وہ گھر خراب ہو کر رہتا ہے اور وہ کبھی برکت نہیں پاتا: خیانت، چوری، شراب خوری، زنا کاری''

امیر المؤمنین، ولی کونین، شجاعت علویہ کے علمبردار، شہید عدالت، حیدر و صفدر، امام المتقین، وصی رسول الثقلین، ابا الحسن والحسین، فاتح احد، خندق، خیبر و حنین نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

''غیرت مند کبھی زنا نہیں کرتا''

رئیس مذہب جعفریہ جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:
''روز قیامت عذاب میں بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنا نطفہ اس رحم میں ڈالے جو حرام ہے''

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

''زنا سے بچو کیونکہ زنا رزق کو برطرف اور دین کو مٹا دیتا ہے''

حضرت صادق آل محمدؑ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''زنا کار کو چھ قسم کی سزائیں ملتی ہیں تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ غضب خدا میں گرفتاری، حساب و کتاب سخت ترین، ہمیشہ کیلئے فی النار''

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو زنا کرنا پسند کرتا ہو اور گمان کرتا ہو کہ خود حلال زادہ ہے''

ایک اور مقام پر زنا کی مذمت میں پھر فرمایا:

ولد الزناء کی تین علامتیں:

(۱) جو لوگوں کو روبرو اذیت دے (۲) جو شوق زنا کاری رکھے (۳) جو ہم اہلبیتؑ سے بغض رکھتا ہے۔

مگر بات کیا ہے کہ مسلمان خدا شناس عقیدت مند دین و مذہب بلکہ نماز گزار، پابند عمل اور پاک باز بھی اس گندگی اور بے حیائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور عام مرد و زن تو خفیہ و آشکارا اکثر ملوث و آلودہ ہی رہتے ہیں۔ آیا علماء ملت و ارکان حکومت اور واعظین و مبلغین کا فرض نہیں کہ اخلاق معاشرہ کی اصلاح کریں۔ اور ان بیہودہ جرائم کو روکنے کیلئے مفید رسائل فراہم کریں۔ آخر زنا کیوں؟

یہ لچ بازیاں کیوں کی جائیں جبکہ خداوند عالم نے مردوں پر عورتیں حلال کی ہیں اور عورتوں کی تعداد مردوں سے کہیں زیادہ ہے پھر انہیں ازدواج شرعی سے کونسا امر روکتا ہے؟ کیوں شرعی اور حلال راستے سے رشتہ ازدواج قائم نہیں کرتے۔ کیوں اندر اندر سے ساز باز کر کے در پردہ حرام کرتے ہیں؟ اور اعلانیہ جائز و حلال پیغام و پیام سے کام کیوں نہیں کرتے؟ ڈھکے چھپے بدمعاشی اور بدچلنی سے اپنے ضمیر اور لوگوں کے ناموس کو گندہ کر کے آخرت کا عذاب کیوں مول لیتے ہیں؟

کیا ایسے افعال بد رکوائے نہیں جا سکتے؟ اگر علماء و حکام چاہیں تو دونوں ایک

طاقت ہو کر دنیا سے اس لعنت کو ختم کرا سکتے ہیں اور ملک کو اس بیہودہ وفحش کاری سے پاک بنائیں مگر سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ خلاف شرع ہونے کی وجہ سے بند ہو سکتا اس کا نعم البدل کیا ہے؟

آیا متعہ سینما، ریڈیو، موسیقی اور غناء سے بدتر ہے؟ آیا متعہ عام طور سے شراب پینے اور زنا کرنے سے زیادہ شرمناک ہے؟ یا متعہ بینکوں کے سود کو سود شرعی ربوا مانتے ہوئے شیر مادر سمجھ کر نوش جان کرنے سے زیادہ معیوب وقبیح ہے جس سے ملک کا کوئی کونہ خالی نہیں دنیا کا کوئی گوشہ خالی نہیں آخر ملک میں سینکڑوں قسم کے شرعی محرمات اور مسلم معائب موجود ہوتے ہوئے متعہ میں کونسی ایسی خصوصیت ہے جس کی اتنی اہمیت ہو کہ دنیا میں بدتر گناہ اور زبردست سے زبردست حرام رائج ہو جائے۔

مگر متعہ حلال محمدیؐ صرف اس لئے حلال نہ سمجھا جائے کہ جناب عمر اپنے دور حکومت میں کہہ گئے کہ:

”متعتان کانتا فی عہد رسول اللّٰہ وأنا احرمھما“

”دو قسم کے متعے عہد رسالت مآب میں رائج تھے اور میں انہیں حرام کرتا ہوں“

اگر سیاسی نظریہ سے کسی وقت کسی چیز کو منع کر دیا جائے تو اس کی حرمت شرعی حیثیت تو نہیں رکھتی اور حلال وحرام محمدی کو جو حلال محمدؐ حلال الی یوم القیامۃ وحرام محمدؐ حرام الی یوم القیامۃ کی رو سے حرام حلال نہیں کر دیتی. شریعت الٰہیہ کا قانون اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے۔

متعہ سے پردہ تعصب ہٹا دینے کے بعد متعہ کا رواج حرام کاریوں کا سد باب کر دے گا. زنا باقی نہ رہے گا اولاد حرام زادہ پیدا نہ ہوگی حرام کی اولاد شرم وحیا کی وجہ سے قتل نہیں ہوگی. کسی گھر کی بہو بیٹی کو خفیہ اغواء نہیں کیا جائے گا. وہ کونسا عیب اب کم ہے جو متعہ کی اشاعت سے بڑھ جائے گا. زیادہ سے زیادہ جواب ہوتا ہے وہی ہوگا. البتہ جو کچھ ہوتا ہے صریحا حرام اور خلاف قرآن وسنت ہوتا ہے وہی ہوگا البتہ اب جو کچھ ہوتا ہے صریحا حرام اور خلاف قرآن وسنت ہوتا ہے جو موجب نزول غضب

الٰہی ہے.

شریعت سے متمسک ہونے کے بعد حرمت پر حلت و جواز کا پردہ پڑ جائے گا اور پابندی اصول شرع کیساتھ علی الاعلان جو کام ہوگا اس سے اخلاقی فساد بڑھنے سے رک جائے گا.اس لئے ہر غیرت مند اور بابصیرت انسان پر لازم ہے کہ امن وسلامتی کی راہ پیدا کرنے اور زمین سے بداخلاقی مٹانے کیلئے اسلامی کتب میں بحث متعہ کا معائنہ کر کے حق و واقع حکم خدا پیش کرے۔

نکاح متعہ پر ایک علمی جائزہ اور محکم استدلال:

خداوند عالم نے عورت کی پیدائش کی غرض و غایت ہی یہ رکھی ہے کہ وہ مرد کیلئے باعث تسکین ہو اسے تسکین دے کر منتشر و پروپیگنڈہ خیالات کو سکون دیکر اس کی صحت و خوشی کے اسباب فراہم کرے اسے اس قابل کر دے کہ وہ دنیا کے مکروہات و مصائب کا مقابلہ کر سکے اور مستقبل میں بنی نوع انسان کی ترقی کا وسیلہ قرار پائے۔انسانی ترقی محض مرد پر ہی منحصر ہے گو کہ عورت بیکار نہیں ہے۔مگر اس کے وجود کی علت غائی مرد ہے وہ اسلئے مرد کیلئے خلق فرمائی گئے ہے کہ اسے اس کشمکش عظیم کیلئے آمادہ کرے۔جیسا کہ خداوند مہربان نے سورہ اعراف رکوع ۲۴ میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

" ھوالذی خلقکم من نفس واحد وجعل منھا وجھا لیکسن الیھا"

ترجمہ:

''اس نے تو تم کو ایک جان سے بنایا اور اسی جان میں سے اس کی زوجہ پیدا فرمائی تا کہ اس سے وہ تسکین پائے''

تمام بنی نوع انسان کی ترقی مرد پر منحصر ہے۔عورت اسی نفس واحدہ سے بنی۔ جناب آدمؑ کی مٹی نہ ہوتی تو عورت پیدا ہی نہ ہوتی۔پس عورت کی ہستی کا دارومدار مرد پر ہوا اس لئے مرد کو عورت پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہوا۔مرد عورت سے کیا فائدہ اٹھاتا ہے؟ سکون، تسکین قلب اور خوشی و خاطر لذت غرضیکہ مرد کو دلی سکون فقط عورت کی ذات سے حاصل ہوتا ہے۔

وہ مرد جسے کسی وقت بھی تسکین نہ ہو ہر وقت خیالات پراگندہ و پریشان رہیں وہ بھلا دنیا میں کیا کام انجام دے سکتا ہے۔صحت و تندرستی اور شباب میں مرد کی خواہشات کا جذبہ عورت کی طرف فطرتا زیادہ ہوتا ہے کہ جب تک اسے اس کی طرف سے سکون حاصل نہ ہو وہ دنیا کا کام اچھی طرح کر ہی نہیں سکتا۔چونکہ اسلام دین فطرت

ہے لہذا مرد کی خواہشات وجذبات کا خاص خیال رکھا گیا ہے اور فطرت پر زبردستی دباؤ نہیں ڈالا ہاں البتہ ازدواج کی تعداد مقرر کر کے بیک وقت چار دائمی نکاح کی اجازت دے دی۔

اس کے علاوہ لونڈیاں' کنیزوں کے طریق کار کو بھی جاری رکھا جس کے بعد انسان کو اس کی طرف سے بالکل تسلی ہو جاتی ہے اور وہ مطمئن ہو جاتا ہے. سابق ادوار میں جب مسلمانوں کی حکومتیں تھیں تو خاطر مدارات کے زمرے میں لونڈیاں کا پیش کرنا بھی تو مہمانی کے لوازمات میں شمار ہوتا تھا. مگر افسوس اور تعجب ہے کہ حضرت عمر متعہ کو تو زنا سمجھے اور لونڈیوں کے استعمال کو نہ روکا. جبکہ عورت کی غرض وغایت ہی یہ ہوئی تو مرد عورت کا تعلق عین منشاء خداوندی ہوا جس سے غرض وغایت پوری ہوتی ہے البتہ ضابطے وقوانین اسلام کے تحت مرد وعورت کا تعلق قائم کرنے میں چند حدود قائم کر دیں مگر بہت کم اور ایک مناسب وضروری حد تک تا کہ مرد آسانی سے عورت کو حاصل کر سکے اور اس پر خلاف فطرت بار نہ پڑے. مثلاً سگی بہنیں حرام مگر چچا پھوپھی خالہ ماموں کی بیٹیاں حلال. مگر ہندوؤں میں دیکھیں وہاں ذرا سا بھی خون کے رشتے کا شائبہ ہوگا تو عورت حرام ہو جائیگی مگر اسلام نے اسے روا نہیں رکھا۔

نکاح کی غرض وغایت ہی حلال کی دستیابی ہے اور یہی بعین ہی غرض وغایت نکاح متعہ کی ہے. البتہ نکاح کے علاوہ متعہ میں خوبیاں بھی بہت سی ہیں اور برائی کسی قسم کی نہیں اور جو برائیاں متعہ کے بارے تصور ہو سکتی ہیں وہی نکاح دائمی میں بھی تو ہو سکتی ہیں. انسان تین حال سے خالی نہیں رہ سکتا. یا نکاح کرے' یا معاذ اللہ خواہش کی دستیابی کیلئے زناء کرے یا پھر خیالات خراب کرتا رہے گا اور منتشر و پرگندہ رہے گا. اس کا نتیجہ خود خراب ہوگا بلکہ ایمان کی خرابی اور فساد کا سبب بھی ہوگا ورنہ تیسری صورت جگہ جگہ نکاح کرتا اور طلاق دیکر ایک ناخوشگواری پیدا کرتا رہے گا.

عورت بھی وہی نکاح متعہ کرے گی جس کیلئے حالات مقتضی ہوں گے' جسے مردوں سے فطری انس کی ضرورت ہوگی اور ان کی شرعی وجائز تسکین کا سامان فراہم نہ

ہوگا اور پھر یہ مدت کا تقرر معلوم ہے لہذا مواصلت کے بعد افتراق وجدائی بھی ناگوار ومشکل نہ ہوگی۔

ایک معین زمانے تک عورت کو بھی فائدہ ہوا اور مرد کو بھی۔ نہ زنا کیا نہ خداوند متعال کی بارگاہ میں شرمساری' نہ رسالت مآبؐ کے حضور حرام کی جسارت' نہ معاشرہ میں کسی قسم کی ذلت ورسوائی۔ کیوں؟ اسلئے کہ فطرت کے مطابق حلال عمل بجالا کر کسی قسم کا نہ گناہ کیا اور نہ ہی حدود شریعت کو پائمال کیا مگر بخلاف زنا کے۔ زنا کرنے سے بارگاہ خداوند متعال میں انسان عذاب پروردگار کو دعوت دینا اور معاشرے میں اپنے آپ کو ہمیشہ کیلئے گرانا اور دنیا وآخرت میں ذلت وخواری۔

مگر افسوس صد افسوس کہ حضرت عمرؓ نے کیسی غلط جگہ اپنی محدود عقل کا استعمال کیا جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں بھی اتنا ہی زیادہ زناء پھیل گیا ہے جتنے دوسرے ملل وممالک میں رائج ہے اور اب تو سینما ایجاد ہوگیا ہے جو جذبات کا ہیجان تو پیدا کردیتے ہیں مگر اس ہیجان کی تسکین کی راہ نہیں بتاتے یا تو پیشہ وروں سے تعلق پیدا کر کے امراض کو خریدا جاتا ہے یا حفظان صحت کیلئے خفیہ وپنہاں زناء کیے جائیں۔ اصول طب کے ماہر ہماری اس بات کی ضرور تصدیق کریں گے کہ اس طرح ہیجان کا پیدا ہوجانا اور پھر اس کا تسکین نہ پانا انسانی صحت پر ہمیشہ کیلئے نہایت برا اور صحت مضر اثر چھوڑ جاتا ہے۔

اگر اس ہیجان کا بار بار اعادہ ہوتا رہے تو لاعلاج امراض پیدا کر کے ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ جس طرح فالج یا ہارٹ کے دوتین حملے مہلک ہوتے ہیں اور اب تو عورتیں بھی سینماؤں کی بے پناہ شائق بن گئی ہیں جب ہی تو اس دائمی ہیجان کی وجہ سے ہسٹریا کا مرض عورتوں میں اکثر وبیشتر بلکہ عام پایا گیا ہے۔ جس وجہ سے عورتیں زیادہ مرنے لگی ہیں یورپ کے ممالک کا تو ذکر ہی کیا وہاں تو زناء ہی زناء ہو وہاں نہ نکاح کے اصول کی ضرورت ہے نہ متعہ کے قانون کی حاجت؟ عورتیں عام دستیاب ہو سکتی ہیں۔

دشواری تو پاکستان و ہندوستان جیسے ممالک کیلئے ہے جہان سینما کا پیدا کیا ہوا ہیجان سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لڑکے اور لڑکیوں کو خراب کر رہا ہے نکاح کی شرائط کچھ ایسی بنادی گئی ہیں، لونڈیوں کا زمانہ نہیں تو بالآخر لوگ بازاری عورتوں کے شائق ہو جاتے ہیں. جو شر میلے ہیں وہ غیر طبعی عمل کر کے اپنی ہوس بجھاتے ہیں.

اگر چہ غیر تسکین شدہ ہیجان دماغ کو مختل کر دیتا ہے لاکھوں علاج کیے جائیں مگر اصل مرض پر غور نہیں کیا جاتا ہے قومیں اور نسلیں خراب ہو رہی ہیں. نوع انسان تباہ و برباد ہوتی جاتی ہے. قوم مٹ رہی ہے. جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے اس صورت حال کی ذمہ داری بڑی حد تک اس شخص پر ہے جس نے متعہ کو روک دیا اور اپنی رائے سے حرام قرار دیا. حکمت متعہ میں یہ بات قابل غور و فکر ہے کہ اسلام ایک وقتی اور ملکی مذہب نہیں بلکہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور ہر زمانے کیلئے ہے. اسلام میں جو کہ دین فطرت ہے قطعاً یہ جبر اور زبردستی نہیں کہ نکاح ہی کر دیا اگر نکاح کیلئے دسترس نہ ہو تو پھر نفس و فطرت جبر کرو. ظاہر ہے کہ جب نکاح نہ کرنا چاہیں اور متبادل کوئی دوسرا ذریعہ آئین دین میں موجود ہی نہ ہو تو وہ بتقاضائے فطرت زنا کرنے پر مجبور ہیں اور مانع حمل تدابیر اختیار کر کے مرد کیلئے بہترین جوہر کو ضائع و برباد کرتے ہیں۔

جواز نکاح متعہ پر دلائل:

متعۃ النساء اور متعۃ الحج کیا چیز ہے ؟

متعۃ الحج میں حضرت عمر نے کیا چیز منع کی ؟

متعۃ الحج:

حج تین قسم کے ہیں

(۱) حج قران (۲) حج افراد (۳) حج تمتع

دو قسم کے حج تو اہل مکہ وحرم اور حوالی حرم کی حدود کے اندر رہنے والوں کیلئے ہیں اور تیسرا حج حج تمتع باہر سے آنے والوں کے واسطے۔ حج قران وافراد میں پہلے حج ہے اس کے بعد عمرہ۔ ان حجوں میں حج وعمرہ کے درمیان حاجی محل نہیں ہوتا اور حج تمتع میں عمرہ پہلے ہے اور حج بعد میں۔ اس حج میں عمرہ بجالانے کے بعد آٹھ ذوالحجہ یوم ترویہ حج کا احرام باندھنے سے پہلے حاجی محل ہو جاتا ہے اور تمام حرام قرار دی ہوئی باتیں اس پر حلال ہو جاتی ہیں اور عمرہ وحج کی درمیانی مدت میں عورت بھی حلال ہو جاتی ہے ان تینوں حجوں کے مسائل جداگانہ ہیں۔ چونکہ ہمارا مقصود بیان متعہ ہے اور قرآن کریم میں فمن تمتع من العمرۃ الی الحج مذکور ہے۔ جو مابین عمرہ وحج الی کی طرف اشارہ ہے اس لئے یہاں فقط حج تمتع کے ذیل میں بحث کی جائے گی۔

تمتع: ''متمتع ہونا یعنی فائدہ یا لذت حاصل کرنا متعہ کہلایا''

دور والوں کیلئے جو حج مقرر ہوا اسے اسی وجہ سے حج تمتع کہا جانے لگا کہ اس میں حج وعمرہ کے درمیان تمتع حلال ہے اور غالبا اس کی وجہ یہی ہے کہ حج قران وافراد بجالانے والے وہ لوگ ہیں جو خود مکہ معظّمہ یا اس کے قرب وجوار میں رہتے ہیں غرض یہ کہ ان کے اہل وعیال ان کے پاس یا قریب میں ہی ہیں۔ گویا وہ اپنے گھروں ہی میں موجود ہیں چند روز قبل گھر سے نکلے اور حج ختم کرتے ہی پھر گھر واپس آ گئے صرف چند دن کیلئے بسلسلہ حج جدا ہوئے اور چند ہی روز میں پھر گھر والوں سے مل گئے۔ برخلاف

حج تمتع کے بجالانے والے اپنے اہل و عیال اور گھر والوں سے دور اور اکثر تو بہت ہی دور ایک طویل مدت کیلئے گھر سے جدا ہوئے.

چونکہ یہ لوگ طویل مدت کیلئے دور دراز سے سفر کر کے آتے ہیں جو حج سے کافی دنوں پہلے گھر بار وطن چھوڑ کر نکلتے اور فراغت حج کے بعد کافی دنوں میں واپس گھر پہنچتے ہیں یہ لمبی مدت ان لوگوں کیلئے حالت تجرد میں گزرتی ہے. اکثر کی زوجائیں ساتھ نہیں ہوتیں اس لئے ان پر عمرہ حج .. سے پہلے ہی واجب کر دیا تا کہ عمرہ کے بعد حج تک حالت احرام میں مجبور نہ رہیں. محل ہو کر ہر مباح و حلال و مشروع کام کر سکیں اور دوبارہ حج کے بعد احرام عمرہ باندھنے اور عمرہ بجالانے کی زحمت نہ ہو. حج کے بعد آسانی سے مراجعت وطن کا ارادہ کر سکیں اور پھر مدت عمرہ بھی اتنی وسیع کر دی کہ علاوہ ماہ ذوالحجہ کے ماہ شوال و ماہ ذیقعدہ میں بھی عمرہ حج بجالا سکیں.

اب قرین انصاف یہ ہے کہ جو لوگ دور دراز ملکوں سے آتے ہوں اور کئی مہینے انہیں حج کے انتظار میں رہنا بھی پڑا ہو اور ان کی عورتیں بھی ساتھ نہ ہوں جیسا کہ اکثریت مسافرت میں مردوں کیساتھ عورتیں نہیں ہوتیں تو بعض حالات میں مردوں کیلئے سخت دشواریاں پیدا ہوتی ہیں. عورت ہو یا مرد انسانی قوا کے شہوانی اور جنسی میلان طبع کا کچھ ایسا عجیب و غریب معاملہ ہے کہ قوی اور طاقت مند صحیح و سالم مرد تو خاص کر عورت کے بغیر وقت گزار ہی نہیں سکتا ایسی حالت میں اگر انہیں آئینی طور سے ممانعت کر دی جائے تو انسان بھیڑ بکروں کی طرح حیوانیت دکھانے پر مجبور ہو جائیں گے. پس اسلئے خداوند کریم و مہربان نے دور سے آنے والے حاجیوں کو اجازت دے دی ہے کہ وہ عمرہ سے ہونے کے بعد اگر عورتیں ان کے ہمراہ ہیں تو اپنی نکاحی ازواج سے ورنہ بعنوان متعہ عارضی ازواج سے وقتی طور متمتع ہو سکیں۔

پس یہی وہ متعہ ہے اور یہی وہ موقع ہے جس کیلئے آیہ مبارکہ " فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن " نازل ہوئی. جس کی رو سے حضرت رسولؐ خدا نے متعة النساء حج تمتع بجالانے والوں کیلئے یا اور دوسری حالتوں میں اپنی

فطری ضرورتوں کے پورا کرنے کیلئے حلال ومباح قرار دیا تا کہ مرد عسر وحرج میں مبتلا نہ ہوں اور دشواری و پریشانی کی شکایت نہ کریں جیسا کہ بعض صحابہ کرام نے جناب پیغمبر اکرمؐ کی بارگاہ میں اس قسم کی شکایات کیں کہ یارسول اللہ ہم لوگ خود کو خصی کر ڈالیں؟

اسی لئے یہاں ان کے جواب میں حضور سرور کائناتؐ نے فرمایا تھا.

"لاتحرموا طیبات مااحل اللہ لکم "یعنی اپنے اوپر اللہ تعالی کے حلال کئے طیبات کو حرام مت کرو. اور کچھ خرما و کپڑا کے عوض مہر دے کر نکاح متعہ کرلو۔

بنابریں حج کے موقع پر تمتع کی اجازت خداوند متعال کی طرف سے بندوں پر نعمت اور اس کی طرف سے لطف وکرم بلکہ احسان عظیم ہے. چونکہ اس تیسرے حج جس کیلئے دور دراز سے حاجی جمع ہوتے ہیں اور حج وعمرہ کے درمیان انہیں اپنے فطری تقاضے پورے کرنے کی رخصت واجازت ہے اور ازواج سے متمتع ہونا حلال و جائز ہے اسلئے اس حج کا نام حج تمتع مشہور ہوگیا. اور پھر خداوند کریم نے بھی قرآن میں فمن تمتع من العمرۃ الی الحج... کے الفاظ سے ذکر فرمایا گویا کہ شرعی نام بھی حج تمتع مقرر رہا۔

متعۃ النساء:

متعہ یا تمتع یعنی التذاذ، حصول لذت، لطف اندوز ہونا.
مزا لینا طبع بشر اور فطرت انسانی کا لازمہ ہے کوئی شے پیٹ بھرنے کیلئے کھانا اور کوئی شے چباتے چباتے اس کے مزے لینا اور ذائقہ سے لذت حاصل کرنا طبعی ہے. حلال شریعت کو حرام قرار دینا دین سے کھلی بغاوت ہے خداوند کی نعمات کو ممنوع الاستعمال قرار دینا بھی اسلام سے کھلی جنگ ہے حالانکہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے:
"خلق لکم مافی الارض جمیعا" یعنی سب کچھ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے. مہیا کر دینے کے بعد راہ استعمال بند کر دینا اور خبردار کھانا نہیں؟ حرام ہے. یہ قرین عقل وعدل نہیں انصاف کے خلاف ہے کیوں کہ دنیا کی تمام نعمتیں اس مہربان مالک نے اپنے بندوں کیلئے خلق کی ہیں فقط بعض حالات میں عارضی حرمت قرار دی ہے مثلا مال غیر نہ ہو، اپنی ملکیت ہو غصب نہ ہو، خریدی ہوئی چیز ہو، ہبہ و بخشش کے ذریعے بخوشی اجازت دی گئی ہو. اور دوسرے پر برضا حلال کی گئی ہو یا بحالت روزہ دن میں کسی چیز کے کھانے کی ممانعت ہوئی یا بحالت بیماری کسی چیز کا استعمال ممنوع ہوا تو یہ سب عارضی احکام ہیں فی نفسہ کسی نعمت کا کھانا حرام نہیں۔

عورتیں بھی من جملہ نعمات الٰہی کے ایک نعمت ہیں ان سے تلاذ و تمتع، انس ومحبت حرام نہیں. آئینی وقانونی طریقے سے بشرائط شرعیہ حدود شرع میں رہتے ہوئے عورت مباح وحلال ہے. ہر مرد اپنی رغبت و پسند سے دل کی خواہش وطبیعت کی مانگ کے موافق عورت کا جائز استحصال واستعمال کر سکتا ہے جس میں قانون شریعت اسلام نے کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی ہے۔

پس چند محرمات نسبی حرام ہیں دوسرے مردوں کی منکوحہ ازدواج حرام ہیں اور چار عورتوں کی موجودگی میں پانچویں عورت بطور نکاح دائمی حرام ہے اور بہن سے شادی کر کے اس کی موجودگی میں دوسری بہن حرام ہے. نہ اس سے نکاح دائمی

ہوسکتا ہے اور نہ ہی نکاح میعادی (متعہ)۔اسی طرح نہ زوجہ کی ماں' نانی' دادی یا زوجہ کی بیٹی' نواسی' پوتی حلال ہوسکتی ہے۔اگر ان شرائط سے کوئی عورت اور مرد ایک دوسرے کو پسند کرے اور ایک دوسرے سے رشتہ ازدواج قائم کرنا چاہے جب کہ عوارض وموانع نہیں ہیں تو کونسی عقلی وشرعی قباحت ہے؟ بلا تامل و بلا لحاظ سن وسال اس طرح کی عورت اس طرح کے صاحب ضرورت مرد کیلئے مباح ہے قاعدہ شرعی کیساتھ ہر سن وسال ہر وقت ہر حال میں اسے اپنا سکتا ہے نہ اسمیں خفیہ و پنہاں کا سوال ہے نہ شہرہ واعلان کا سوال ہے۔نہ بڑھاپے کی قید ہے نہ جوانی کی قید' ایک جوان مرد صد سالہ بڑھیا کو اپنے حبالہ نکاح میں لے سکتا ہے۔

اسی طرح ایک بوڑھا نوجوان لڑکی سے شادی کر سکتا ہے بلکہ دو اور تین سال کی لڑکی کا نکاح اسی طرح بولایت پدری کسی تیس چالیس پچاس ساٹھ سال کے مرد سے ہوسکتا ہے ہاں یہ دوسری بات ہے کہ عورت قابل استعمال نہ ہو تو اس وقت تک مقاربت حرام ہے۔مگر نکاح کرنا حرام نہیں ہاں مگر دیگر قسم کے تمتعات جنسی حلال ہیں اور صرف بفرض تمتع بھی نکاح کر لینا صحیح ہے جو تراضی جانبین سے صحیح ہوسکتا ہے ورنہ باطل ہوگا۔

ایام حیض میں عورت سے مقاربت حرام ہے مگر زوجہ تو ہے نکاح تو ختم نہیں ہوجاتا بلکہ ان ایام میں نکاح کرنا بھی جائز ہے فقط انتظار طہارت تک مقاربت حرام ہے غرضیکہ نکاح کا مقصد فقط حصول تمتع ہے مقاربت شرط نہیں۔مثلاً دو بوڑھے مرد وزن نکاح کر سکتے ہیں جن سے وقوع مقاربت بالکل ناممکن ہے۔جب جنس قابل استعمال موجود ہے اور شوق ورغبت بھی ہے ضرورت بھی ہے تو عقل وشرع کی طرف سے حصول ازدواج قطعاً ممنوع نہیں مباح ہے جب اور جیسے انسان اختیار کرنا چاہے کر سکتا ہے ہمیں تو یہی حکم ہے "لاتحرموا طیبات ما احل اللہ" (حلال خداوند کریم کو حرام نہ کرو)۔مرد وزن دنیا میں موجود ہوں انسان میں جنسی شوق ورغبت بھی ہو امکان بھی ہو موانع بھی نہ ہوں راستہ صاف ہو اس کے بعد بھی خبردار! حرام ہے کیا معنی..؟

اگر انسان چار نکاح بھی پورے کر بیٹھا کنیزیں بھی بکثرت رکھ لیں تو کیا مضائقہ ہے اگر اس زمانے کی طرح کنیزیں میسر نہ ہوں اور قانون شریعت کے بموجب حسب دلخواہ بجائے دائمی نکاح کے عارضی (میعادی) نکاح کر کے کسی نے رشتہ ازدواج قائم کرلیا تو وہ عقل کے خلاف کیوں بن جائے۔ بالفرض جن لوگوں کی شادیاں ہی نہیں ہوتیں کیا انہیں انتظار میں بیٹھے رہنا چاہیے جبکہ خداوند قدوس نے انصاف وعدل کی راہ فراہم کردی ہے۔

عورت کو مرد کے حصول میں کوئی ممانعت نہیں اور مرد کو عورت کے حلال میں کوئی ممانعت نہیں مگر اپنے احاطہ دینی اور حدود آئینی کے اندر رہ کر تجاوز نہ کریں گے مشرک عورت کی طرف نہ بڑھیں گے جب تک وہ دائرہ اسلام میں داخل نہ ہو جائے' محارم کو مستثنی رکھیں گے' شوہر دار عورت سے علاقہ مندی قائم کرنا جرم ہے جس عورت کو اس کے شوہر نے چھوڑ دیا ہو اس کے عدۃ طلاق کا لحاظ رکھیں گے اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو گیا تو جب تک بحکم قرآنی اس کے مقرر عدۃ کے دن نہ گزر جائیں ہم ہرگز اس کو اپنی طرف مائل ہونے کی بات چیت بھی نہیں کریں گے۔

ہاں عورت مسلمان ہو' محرم شرعی نہ ہو' کسی کی زوجیت وملکیت میں بھی نہ ہو اور عدہ طلاق وعدہ وفات کے دنوں میں بھی نہ ہو اور سن کے اعتبار سے بالغہ ورشیدہ ہو' صاحب ارادہ واختیار ہو تو کسی مرد کو اس عورت کا حاصل کرنا اور پسند کر کے شادی کر لینا عقلا وشرعا قبیح وممنوع نہیں ہے۔ انسان (مرد وعورت) حر وآزاد ہے صاحب اختیار ہے البتہ اس عورت کی رضامندی بغیر اس پر تصرف ناجائز ہے اس لئے صیغے کا پڑھنا باقاعدہ شرعی پڑھایا جانا شرعی ہوا ہے کہ یہ دلیل رضا جانبین ہے۔

کوئی بتائے؟

اس میں کونسی قباحت ہے؟ خداوند کریم نے ہر عاقل وبالغ کو یہ سہولت عطا فرمائی ہے کہ وہ بیک وقت چار عورتیں دائمی نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ اگر بالفرض کسی مرد کی چار عورتیں بشرائط شرعی موجود ہوں اور پھر بھی نکاح کرنا چاہتا ہو تو ایک عورت کو طلاق

دے کر اس کی جگہ دوسری عورت لاسکتا ہے اور اس طرح کثرت سے عورتیں نکاح میں لاسکتا ہے جس کی کتاب وسنت نے مخالفت نہیں کی مگر افسوس! ہمارے کلچر نے اسکو توبہ توبہ بنادیا ہے جسکی شریعت ذمہ دار نہیں۔

دین مقدس اسلام ہر مرد کو صاحب زوجہ اور ہر عورت کو صاحب شوہر دیکھنا چاہتا ہے قرآن کریم کی اس آیہ مبارکہ کی تلاوت کر کے دیکھیں

"وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان یکونوا فقراء یغنھم اللّٰہ من فضلہ واللّٰہ واسع علیم"

ترجمہ:

مقصد یہ کہ مرد وزن ہرگز بغیر ازدواج کے نہ رہیں بہر حال کسی کو شوہر یا زوجہ بنائیں اسمیں بہت گہری فلسفی نظر اور حکیمانہ تدبیر ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے علاوہ نکاح مملوکہ کنیزوں کو بھی آقاؤں پر حلال کردیا ہے اور ان سے متمتع ہونے کیلئے کوئی تعداد معین نہیں فرمائی جس قدر انسان چاہے کنیزوں کو تصرف میں لاسکتا ہے ورنہ دوسروں سے نکاح کرادے۔ خواہ شرفا کو تزویج کردے یا غلاموں کو بیاہ دے ورنہ بے شوہر عورتوں کو مقید نہ کرے کہ اس کے ظاہری وباطنی، مادی وروحانی مفاسد بے شمار ہیں جو باعث اختلال نظام عالم وسبب فساد ضمیر بنی آدم ہے۔

ہو ہی نہیں سکتا کہ عورتیں بھی اسی زمین پر بسیں اور مرد بھی یہیں آباد ہوں اس کے بعد دونوں ایک دوسرے سے پرہیز بھی کریں پس اگر انسان کے شعبہ شہوت میں حکیم مطلق کی طرف سے انسان کو مراعات حاصل نہ ہوں اور انہیں باہمی اختلاط وازدواج ومقاربت کی عام اجازت حاصل نہ ہو تو عقلاء وحکماء کے مقولے کے موجب 'الحریص علی مامنع' (انسان کو جس بات سے روکا جائے وہی کرتا ہے) بنابریں دنیا میں اس قدر بدفعلی اور بدچلنی پھیل جائے کہ انسان وحیوان کا فرق ہی باقی نہ رہے۔

اگر شریعت مقدسہ اسلامی ایک انسان مرد کو صرف ایک عورت کرنے کی اجازت دے اور باقی تمام عورتیں اس کیلئے حرام کرے تو انسان یقیناً محرمات نسبی کو بھی مخفی طور اپنے تصرف میں رکھنے لگے گا اس لئے کہ بنسبت دوسروں کے ان کا حصول اس کیلئے سہل ہو جائے گا کیونکہ عورتوں کی بہ نسبت وہ قریب تر ہوں گی جو آسانی سے تصرف میں آ جائیں گی. ایسی حالت میں غیرت وحیا انسانی اور تہذیب نفسانی انسانیت سے بالکل نکل جائے گی اور جنس انسان مانند حیوان کے ہو جائے گی جن کا باپ نا معلوم، نسب نا معلوم۔

اگر یہ قید رکھ دی جائے کہ صرف چار نکاح کر و اس کے بعد نکاح و از دواج نہ ہو پس اگر مرد کی چار عورتیں متواتر مر چکی ہوں یا مثلاً چار دفعہ عورتوں کو طلاق دے چکا ہو تو اب اس کے لئے آئینی دروازہ از دواج بند ہو گیا ظاہر ہے کہ اب یہ شخص لوگوں کے گھروں میں جھانکے گا اور ڈھکے چھپے اپنا قصد ضرور پورا کریگا اس طرح کتنے ارحام ناپاک بنیں گے کتنے ضمیر فاسد ہوں گے کتنے نسب مخلوط و مشتبہ ہوں گے اور کس قدر زناء زادے زمین پر عام ہو جائیں گے اس کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا اگر چہ اس قدر توسیع سے محارم نسبی کی طرف ایسی گندی توجہ کی ضرورت اور جرات نہ ہو گی مگر پھر بھی شوہر دار عورتوں سے ہوس رانی کے امکانات زیادہ ہو جائیں گے اور عورتیں سکون واطمینان سے پاکیزہ زندگی نہ گزار سکیں گی اور زنا بالجبر اور اسقاط حمل کی کثرت ہو جائے گی۔

اس لئے تو خداوند کریم نے نکاح کے علاوہ کنیزوں کو بھی مباح کر رکھا ہے تاکہ وسائل کی فراہمی کی کثرت سے معرض مسلم مردوں اور عورتوں کی عفت و پاکدامنیہ قرار رہے اور پر ہوس لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کر کے ادھر ادھر نہ جانے پائیں اور پاکدامنوں کو ہوس رانی کی بے جا و ناشائستہ کوششوں کے تیر کا نشانہ نہ بنائیں مگر چونکہ ہر ایک جگہ ہر ایک وقت اور زمانے میں اور پھر ہر ایک شخص کو کنیزوں پر تصرف کی قدرت نہیں ہو سکتی اور انسان زیادہ سے زیادہ چار نکاحوں میں محدود رہ سکتا

ہے جو اس کے فطری رجحانات کیلئے کافی نہیں ہیں لہذا میلان طبیعت میں جولان کرنے لگتا اور ہوا و ہوس کی نگاہیں وادی فطرت میں کسی اچھے شکار کیلئے چار جانب موڑ لگاتی ہیں جس کے نتیجے میں گھر گھر زنا کاری و بدکاری کا سلسلہ شروع ہوسکتا ہے۔

وطن میں نہ سہی' سفر میں نہ سہی' فقراء میں نہ سہی' اغنیاء میں نہ سہی' بوڑھوں میں نہ سہی' نوجوانوں میں سہی. بہر حال اچھی خاصی ایک جماعت کیلئے بے ضابطگی کی راہیں کھل جائیں اور زناء کی عام عادتیں پیدا ہوجائیں جنہیں خداوند عالم نے سختی سے روکا اور بدترین سزاؤں سے ان کا علاج کیا ہے. ذرا قرآن مجید کی اس آیت کا ترجمہ دیکھیں.

''زانی مرد و زانی عورت ہر ایک کو ان دونوں میں سے سوسو کوڑے مارو''۔

جہاں اصول شریعت اسلام اتنا سختی سے زنا کو روئے زمین پر روک رہا ہو کہ کم از کم سو درے تو زانیہ و زانی کو سزا ہو وہاں زنا کے متبادل دعوی دین فطرت کے باوجود انسان کیلئے سہولت و آسائش کے وسائل فراہم نہ ہوں تو پھر آئین دین اسلام موجب سلامتی انسان کب بن سکتا ہے پھر ایسے ظالمانہ آئین کو ظلم سے اگر تعبیر نہ کیا جائے تو کیا ہو؟ مباح تو کچھ کیا نہ ہو اور حلال کرنے دیا نہ جائے اور حرام پر سزا دی جائے. کسی موقع پر جبکہ مطلق زنا واقع ہو تو سو کوڑے پڑ جائیں اور اگر زنا محضہ ہو تو سنگسار کر دیا جائے اور اگر بوڑھا مرتکب زنا ہو تو قتل کر دیا جائے تو یقینی طور سے ایسے اصول کو ناانصافی اور جفا سے تعبیر کیا جائے گا۔

اصول شریعت اسلام آئین الٰہی اور قانون خدائی ہے اس لئے اس میں قطعا ظلم اور بے انصافی نہیں ہے خدا کی طرف سے ضابطہ دین و اصول شریعت کے تحت عام اجازت ہے کہ ایک نکاح پر قناعت ہوسکتی تو ایک کرو اور اگر نہ ہو تو دوسری پھر تیسری پھر چوتھی بھی بیک وقت کر لو ورنہ کنیزوں ہی سے وقت گزار لو اور اگر ایک دو تین چار سے کفایت نہیں ہوتی یا ایک سے زیادہ کر ہی نہیں سکتا یا ایک کو بھی دائمی طور پر رکھنے اور خرچ عیال داری پورا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا یا حالات اس کے مقتضی نہیں یا

زندگی ایسے ماحول سے گزر رہی ہے کہ استقلال سے ایک جگہ قیام نہیں کر سکتا یا بالفرض سب کچھ میسر ہے کنیزیں بھی ہیں ازدواج دائمی نکاح بھی چار ہیں لیکن اس کے باوجود شوق و رغبت کبھی زیادہ ہے تو نکاح دائمی کیلئے تو چار کی تعداد معین ہے پانچویں نہیں کر سکتے مگر نکاح متعہ کی ممانعت نہیں ہے۔

نکاح متعہ تو ہر وقت کیا جا سکتا ہے بڑے شوق سے کرلو تا کہ آفت زنا سے بچ جاؤ اور رذالت باطنی کا وبائی مرض تم میں پیدا نہ ہو اور تمہاری روحانیت سقیم و علیل نہ بن جائے ہم راہیں کھول دیتے ہیں تم سب کچھ کرتے رہو مگر حلال کرو کیونکہ 'ولا تقربو الزناء' (پس زنا کے قریب مت جاؤ)۔

پس اسی نکاح مؤقتی یا نکاح انقطاعی یا نکاح مؤجل کو عرف شریعت اسلام میں متعہ کہا گیا ہے جو از روئے کتاب و سنت اسلام میں ثابت ہے بکثرت فقہاء اسلام نے خواہ وہ علماء شیعہ ہوں یا اہلسنت ہوں سب نے بالتفصیل اپنے اپنے فقہی تصنیفات میں بیان کیا. کتابیں اب بھی موجود ہیں فقط انصاف کی ضرورت ہے حق بینی، حق فہمی سے بغیر تعصب کے غور کریں نکاح متعہ پروردگار عالم کی طرف سے لطف عظیم کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے کم از کم کوئی مسلمان تو زنا کا مرتکب نہیں ہوسکتا. اسلئے کہ اب کوئی وجہ باقی نہیں رہی کہ جو انسان کو زناء کی طرف لے جائے ہاں اگر آئین الہی میں اتنی وسعت نہ ہوتی اور متعہ کی سہولت سے خداوند متعال نے اپنے بندوں پر احسان نہ کیا ہوتا تو اس وقت بے شک زناء کرنے والے حق بجانب ہوتے اسوقت آئین شریعت کی طرف ان کا اتنی زبردست سزا کا مستوجب قرار پانا بے انصافی کہلاتا۔

تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۶۹ اور صفحہ ۱۳۴ پر اس طرح لکھا ہے کہ یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی مگر حضور سرور کائنات کی فلاں حدیث سے منسوخ ہوگئی مگر حیرت و تعجب ہے کہ قرآن کی آیت حدیث سے کیسے منسوخ ہوگئی؟ حالانکہ آیت کا منسوخ ہونا خود آیت سے ثابت ہے نہ کہ حدیث سے قرآن کی کوئی آیت منسوخ ہوجائے بلکہ جو حدیث مخالف قرآن ہو وہ ناسخ نہیں بنتی بلکہ رد کردینے کے قابل ہوتی

ہے. اس لئے کہ حدیث رسولؐ خلاف قرآن نہیں ہوسکتی۔

تفسیر ابی حیان جلد۳ صفحہ ۲۱۸ پر صحابہ وتابعین کی ایک جماعت سے روایت بیان کی گئی ہے. تفسیر ابن کثیر شامی جلد اول صفحہ ۴۷۴ پر بھی صحابہ وتابعین کی جماعت سے روایت نقل ہوئی ہے۔

تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد۲ صفحہ ۱۴۰ پر طبرانی وعبدالرزق اور بیہقی اور ابن جریر وعبداللہ بن حمید ابوداؤد اور ابن الانباری کے طریق کیساتھ صحابہ وتابعین کی جماعت سے روایت نقل کی گئی ہے. تفسیر ابی مسعود جلد۳ صفحہ ۲۵۱ پر. ان سب نے یہی لکھا ہے کہ یہ آیت مجیدہ "فما ستمعتم به منهن فاتوا" نکاح متعہ کے بارے نازل ہوئی ہے۔

اب مقام غور اور قابل توجہ یہ ہے کہ یہ تمام تفسیریں اسلام کا نایاب اور انمول سرمایہ ہیں ان پر علماء اسلام کو فخر وناز ہے اگر یہ تفسیریں نہ ہوتیں تو مسلمانوں میں تفسیر کی بجائے صفر ہوتا اور کچھ نہ ہوتا اور یہ تمام مفسرین اکابر علماء اسلام ہیں اور ہیں بھی یہ سب حضرات اہلسنت اور نہایت مشہور ومعروف بلند پایہ اساس وبنیاد دین اسلام ہیں جنہیں رد کرنے کے بعد مذہب سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

یہ تمام تفسیرین علماء اسلام وصاحبان علم قرآن کا مرجع ہیں علم تفسیر انہی سے لیا جاتا ہے اور انہی کے اقوال کو حجت وسند کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اسلئے کہ یہ قابل تقلید ومتابعت اور لائق قبول ہیں انہیں آئمہ تفاسیر' حافظ' شیخ اور امام الحدیث کہا جاتا ہے اگر انکا قول قابل قبول نہ ہو ان کی کتاب کو رد کیا جائے تو اب کوئی بتائے کہ اسلام میں ان سے بڑھ کر معتبر مفسر اور ان کتابوں سے بڑھ کر تفسیر جو قابل قبول ہو کونسی ہے؟

لہذا ان حضرات کے کہنے سے یہ ثابت ہے کہ یقیناً یہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے کسی سیاسی غرض کے تحت صدیوں تک مسلمانوں سے چھپایا گیا اور اب تک اس پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

اصل بات:

اصل میں بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں دو گروہ ہو گئے تھے ایک گروہ تو محمدؐ و آل محمدؑ کا طرفدار تھا جو ہمیشہ اصول اسلام کا حامی رہا اور دوسرا گروہ معاویہ و آل ابی سفیان کا پیروکار تھا جس نے ہمیشہ سیاست ملک کو اپنا مقصد حیات سمجھا اور اہلبیت رسول اللہؐ سے کامل طور بغض وعداوت رکھی۔ یہ گروہ طرفداران اہلبیتؑ کو شیعہ کہتا تھا اسلیئے کہ اس جماعت میں اہلبیتؑ رسالت سے محبت و دوستی تھی اسی وجہ سے یہ جماعت مسلمان کہلاتی تھی اور مسلمانوں کے نزدیک دوسرا گروہ خارج از اسلام تھا اس گروہ خوارج نے اپنے اسلاف کی طرح مسلمانوں سے عام طور اور اہل بیتؑ کیساتھ خاص طور سے ہمیشہ بغض رکھا۔

اہلبیتؑ رسالت سے خود بغض رکھنے اور مسلمانوں کی طبیعت میں بغض پیدا کرنے کی کوششوں کا یہ نتیجہ تھا کہ احکام الٰہی بدل گئے اور جناب رسولؐ خدا کی سنتیں بدل گئیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا گیا مسلمان سوتے رہے وہ یہ نہ سمجھے کہ کیا ہو رہا ہے ان کی کوشش یہ تھی کہ مسلمان اہلبیتؑ پیغمبرؐ سے کٹ جائیں اور ہمارے ہی ملک ولایت کے قائل ہو کر ہماری سیرت وسنت کے پیرو بن جائیں۔

اسی دشمنی و بغض رسولؐ و آلؑ رسول کا نتیجہ تھا کہ حلال خدا اور رسولؐ کو حرام کر دیا گیا اور اس قدر مسلمانوں کو ڈرایا گیا کہ اگر یہ کام کیا تو خبردار سخت ترین سزا دی جائے گی اور اس کے خلاف اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ لوگ اس حقیقت کے انکاری بن گئے اور جو اس کی حلیت کے قائل تھے یا ہیں وہ بھی معاشرہ کے پروپیگنڈے کے ڈر سے اسے معیوب سمجھنے لگے۔ حقیقت یہ ہے کہ نکاح متعہ قرآنی ہے اس کے متعلق بکثرت حدیثیں اور بکثرت صحابہ و تابعین کی سیرتیں ہزاروں کتب میں موجود ہے۔ فقہا کی فقہی کتابیں جن میں احکام و مسائل لکھے ہیں زمین پر ہی موجود ہیں۔

متعہ اسلامی تھا، اسلامی ہے، نازل ہوا، حکم آیا منسوخ نہیں ہوا اور اب تک

برقرار رہے رسول اللہؐ کے زمانے سے لیکر جناب ابوبکر کے زمانے تک اور پھر جناب عمر کے زمانے میں کافی عرصہ تک متعہ عام تھا لوگ کرتے رہے اور حضرت عمر کے ممنوع کرنے کے باوجود بھی اکثر صحابہ کرام متعہ سے فیض یاب ہوتے رہے اور اس فعل حلال کی انجام دہی میں رات دن کوشاں رہے اکثر صحابہ کرام جو خود بھی بصارت وبصیرت رکھتے تھے اور اہلبیتؑ کے ذریعے حقائق علم سے بھی واقف ہوتے رہتے تھے بے پرواہی سے متعہ کے بارے میں گفتگو کرتے رہے، کہ حلال خدا کو کوئی حرام نہیں کہہ سکتا اور حرام خدا کو کوئی حلال نہیں کہہ سکتا بنابریں اکثر صحابہ نے متعہ کیئے اور تابعین بھی کرتے رہے اور جہاں تک کامل طور سے متعہ کے خلاف عالم گیر مؤثر پروپیگنڈہ نہ ہوا تھا صلحاء صحابہ وتابعین اور تبع تابعین میں رسم متعہ برقرار رہی۔

افسوس:

افسوس تو ان علماء پر جو یا تو جان بوجھ کر حقیقت کو زیر خاک پنہاں کرتے ہیں یا صرف علمائی شکل اختیار کر کے دعوی ہمہ دانی کرتے ہیں در حقیقت کچھ بھی نہیں جانتے اس میں شک نہیں کہ رسول اللہؐ کے زمانہ سے لیکر حضرت ابوبکر کے زمانہ تک حلال رہا اور کچھ مدت امارت جناب عمر میں بھی حلال رہا مگر بعد میں نجانے جناب عمر نے کس بنا پر حرام قرار دے دیا جناب عمر کے بعد جناب عثمان طریقہ عمری کے پابند رہے. حضرت امیر المؤمنین علیؑ نے یہ پابندی اپنے دور خلافت میں اٹھا دی۔

اب ہم ان صحابہ کرام تابعین حضرات کے اسماء کا ذکر کرتے ہیں جنہون نے متعہ کو مباح جانا ہے اور جن کی متابعت کو واجب مانا جاتا ہے اور جن کی رائے کی عظمت ومنزلت مانی جاتی ہے اور یہ صحابہ کرام خوب جانتے تھے کہ جانب عمر نے متعہ کو روک دیا ہے مگر حلال سمجھتے تھے۔

اسماء صحابہ کرام در حمایت متعہ:

(۱) حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہما السلام
(۲) عمران بن حصین الخزاعی
(۳) حضرت ابن عباس
(۴) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری
(۵) عبد اللہ بن مسعود ہذلی
(٦) عبد اللہ بن عمر
(۷) معاویہ بن ابی سفیان
(۸) ابو سعید خدری
(۹) سلمہ بن امیہ جمحی
(۱۰) معبد بن امیہ جمحی
(۱۱) زبیر بن عوام قرشی
(۱۲) حکم
(۱۳) خالد بن مہاجر مخزولی
(۱۴) عمرو بن حریث
(۱۵) ابی بن کعب
(۱٦) ربیعہ بن امیہ ثقفی
(۱۷) سعید بن جبیر
(۱۸) طاؤس الیمانی
(۱۹) عطاء
(۲۰) ابو محمد یمانی
(۲۱) سدی

ان کے علاوہ جو حضرات متعہ کے قائل تھے ان میں سے ابن حزم بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ تابعین میں طاؤس اور سعید بن جبیر اور عطاء اور سارے فقہائے مکہ متعہ کے قائل ہیں ابو عمرو کہتے ہیں کہ ابن عباس کے تمام ساتھی جو اہل مکہ سے ہیں وہ اور وہ حضرات جو یمن سے ہیں وہ بھی سب کے سب متعہ کو حلال کہتے ہیں۔

قرطبی اپنی تفسیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۲ پر یوں تحریر کرتے ہیں کہ اہل مکہ بہت متعہ کیا کرتے تھے۔

متعہ صرف شیعوں کی کتابوں میں ہونا جو بتایا جاتا ہے یہ دور بنی امیہ سے متاثر شدہ ذہنیت کا شاہکار ہے دنیائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ نکاح متعہ جاہلیت کے نکاحوں میں سے نہیں ہے نہ یہ قطعا ثابت ہے کہ کسی نے کبھی بھی اس کو نکاح جاہلیت کہا ہو نہ اس کا آج تک کسی نے دعوی کیا تھا کہ متعہ جاہلیت کا نکاح ہے بلکہ تمام علماء نے احکام متعہ لکھے ہیں.

کیسے بند ہوا میخانہ اب معلوم ہوا
پی نہ سکا کم ظرف زمانہ اب معلوم ہوا

متعہ سپاہ صحابہ کے دولت کدہ پر:

متعہ کے حق میں علماء اہلسنت اور سپاہ صحابہ کی اہم کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) سنن ابی دارمی جلد۲ صفحہ ۱۴۰
(۲) صحیح مسلم جلد ا باب متعہ
(۳) تفسیر طبری جلد۵ صفحہ ۹
(۴) جصاص کی احکام القرآن جلد۲ صفحہ ۱۷۸
(۵) سنن البیہقی جلد۷ صفحہ ۲۰۰
(۶) تفسیر بغوی جلد ا صفحہ ۴۱۳
(۷) تفسیر قرطبی جلد۵ صفحہ ۹
(۸) تفسیر رازی جلد۳ صفحہ ۱۸۱
(۹) تفسیر خازن جلد ا صفحہ ۲۵۷
(۱۰) تفسیر ابن کثیر شامی جلد ا صفحہ ۱۴۰
(۱۱) تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی جلد۲ صفحہ ۲۹۵

مذاہب اربعہ کی اور بہت سی کتابوں میں اسی طرح احکام اور مسائل متعہ موجود ہیں۔

متعہ قرآن سے ثابت اور فقہ مذاہب اربعہ میں مفصل موجود ہے اور حدیثوں میں بتواتر مذکور ہے اس لئے متعہ مشروع ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ متعہ اصل اسلام میں ہے ہاں رسم متعہ کو بند ضرور کر دیا گیا البتہ یہ ضرور دیکھنا ہے کہ سب سے پہلے اس حکم کو بند کس نے کیا اور کیوں کیا؟

اس سلسلے میں ۲۵ حدیثیں ایسی پیش کی جاتی ہیں جن سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ اصل شریعت دین اسلام میں متعہ مباح تھا اور اصحاب سرکار رسالت خود بھی متعہ کیا

کرتے تھے یہاں تک کہ زمانہ حضرت ابو بکر اور عہد حضرت عمر میں بھی کچھ مدت تک رائج تھا جسے حضرت عمر نے اپنے آخری عہد میں بند کرا دیا تھا اور اس بارے میں وہ اتنے مشہور ہو گئے کہ عام طور سے یہ لکھا اور کہا گیا کہ عمر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے متعہ کو بند کیا اور یہ حدیثیں تمام بلند پایہ تصنیفات اہل سنت میں موجود ہیں ملاحظہ ہوں۔

صحیح بخاری باب التمتع
صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۳۹۵، ۳۹۶
مسند امام احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۳۵۶، جلد ۴ ص ۴۳۶
نہایہ ابن اثیر صفحہ ۲۴۹
ہروی کی الغریبین
زمخشری کی الفائق جلد ۲ صفحہ ۳۳
تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۱۳۰
تاریخ ابن خلکان جلد ا صفحہ ۳۵۹
راغب اصفہانی کی محاضرات جلد ۲ صفحہ ۹۲
علامہ سیوطی کی جامع الکبیر جلد ۸ صفحہ ۲۹۳
تاریخ خلفاء صفحہ نمبر ۹۳
شرح تجرید علامہ قوشجی۔ بحث امامت

کیا ان کتابوں کے ملاحظہ کرنے کے بعد بھی کسی شخص کو اصل مشروعیت متعہ میں کوئی شک اور حضرت عمر کے اسے روکنے میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ متعہ شیعوں کی من گھڑت چیز ہے اسلام میں متعہ کسی کتاب میں نہیں ہے۔

آنکھ کھولیں انصاف سے کام لیں علماء کی کتابوں میں دیکھیں جب یہ معلوم ہو چکا کہ متعہ تھا ضرور تو کس نے اسے بند کیا اور بند کرنے والے خود حضرت عمر نے

ازراہ سیاست بند کروایا اور اسے روکنے کی ازحد کوشش بھی کی یہاں تک کہ فرمایا کرتے تھے کہ کہ جو شخص بھی متعہ کو مباح کہنے والا میرے پاس لایا جائے گا میں اسے سنگسار کروں گا تو اس حکم کی تعبیر صحابہ میں سے کس کس نے کی؟ کس نے سنا کس نے مانا؟ کس نے عمل کیا اور کس نے متعہ کو حرام سمجھا؟

کتابوں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ وتابعین اچھی طرح جانتے تھے کہ جناب عمر نے منع کر دیا ہے اور متعہ کے سخت مخالف ہیں مگر ان سب کا مذہب یہی رہا کہ متعہ مباح و جائز ہے یعنی ان سب صحابہ کے نزدیک مشروعیت برقرار رہی اور ان سب کا مذہب حلیت متعہ کے بارے ثابت رہا اور نہوں نے متعہ کو حلال سمجھا اور اس پر عمل پیرا رہے۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ چند عالم نما جاہل ملاؤں نے اس اسلامی مسئلہ کو اس ایسے بناوٹی انداز میں پیش کیا کہ سادہ لوح مسلمان اس سے یوں بھاگے کہ گویا متعہ فعل حرام ہے اور اس کو انجام کی منزل تک پہنچانے والا کافر ہو جائے گا مگر ہرگز ایسا نہیں ہے۔

اے حلال شریعت کا مذاق اڑانے والو! اے حلال خداوند جبار کو حرام کہنے والو! اے نکاح متعہ کو غیر اسلامی قرار دینے والو!
اے متعہ کو صرف شیعوں کیساتھ مختص کرنے والو! اے گروہ جاہلین! اے وہ جن کے علماء نے اس حقیقت کا اقرار کیا؟

کیا تم میں اتنی جرات پیدا ہو گئی ہے کہ حلال شریعت کو حرام قرار دو؟ متعہ کو زنا سے بدتر کہنے والو! تمہارے اس فتوی سے تو بڑے بڑے صحابہ اس کی زد میں آجائیں گے اس پر قرآن کی آیت موجود رسول کی حدیث موجود صحابہ کرام کا عمل موجود تابعین کی نظر موجود آخر اسمیں تمہیں کیا خرابی نظر آتی ہے؟ میرے مولا و آقا حق کے مصداق وصی رسولؐ جانشین پیغمبرؐ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے سچ فرمایا تھا کہ اگر عمر متعہ کو بند نہ کرتا تو کوئی زنا نہ کرتا۔

مگر افسوس کہ اس شرعی فعل کو بند کر کے نہ معلوم حضرت صاحب نے کس کو خوش کیا اور اپنی کس خواہش کو پورا کیا حالانکہ فریقین کی کتابوں میں متعہ کی حلیت ثابت ہے اور آئمہ اطہارؑ نے متعہ کی حمایت فرمائی ہے تاکہ خلق خداوند کریم زنا کاری پر مجبور نہ ہو جائے اور بارگاہ خداوندی میں قیامت کے دن کوئی عذر شرعی پیش نہ کر سکیں اب جبکہ متعہ کو بند کر دیا گیا ہے لہذا اس کی وجہ سے ہی خلق خدا زنا کی مرتکب ہو رہی ہے مگر چونکہ خداوند کریم کی طرف سے حجت قائم ہو چکی ہے اور سہولت و آسائش قانونی و شرعی دی جا چکی ہے اس پر اب کوئی عذر بارگاہ صمدی میں مسموع نہیں ہو سکتا. کہ ہم اس لئے مرتکب جرم ہوئے کہ ہمارے لئے کوئی گنجائش دین اسلام میں باقی نہ تھی۔

صحابہ کرام وتابعین عظام کا نکاح متعہ پر عمل پیرا رہنا:

یہاں پر مختصرا چند ایک کتب اہل سنت سے یہ ثابت کیا جائے گا کہ متعہ پر صحابہ وتابعین کا عمل پیرا رہنا بوضاحت قرآن وحدیث ثابت ہے۔

علماء ومحدثین اہلسنت، وہابی، دیوبندی، اہل حدیث اور نکاح متعہ

۱۔امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند کی جلد۴ صفحہ ۴۳۶ پر اپنی سندوں سے جس کے راوی تمام کے تمام ثقہ ہیں عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ آیہ فما استمتعتم کتاب خداوند کریم میں نازل ہوئی اور ہم نے رسول اللہ کیساتھ اس پر عمل بھی کیا اور پھر کبھی کوئی ناسخ آیت بھی نازل نہیں ہوئی اور نہ ہی رسول اللہؐ نے وقت وفات تک منع فرمایا۔

۲۔ابوجعفر طبری متوفی ۳۱۰ ھ ق نے اپنی تفسیر جلد ۵ پر بسند خود ابی نضرہ سے روایت کی ہے کہ ہم نے جناب عبداللہ بن عباس سے متعۃ النساء کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کیا تم نے سورہ نساء پڑھا؟ کہا ہاں پڑھا ہے تو فرمایا آیہ" فما ستمتعتم به منهن الى اجل مسمى " کو نہیں پڑھا؟ کہا میں نے اگر پڑھا ہوتا تو پھر آپ سے کیوں پوچھتا؟ فرمایا کہ اصل میں اسطرح ہے۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابن عباس نے تین مرتبہ فرمایا کہ واللہ خداوند کریم نے اسی طرح فرمایا ہے قتادہ سے روایت ہے کہ ابی ابن کعب اسی طرح پڑھا کرتے تھے "فما ستمتعتم به منهن الى اجل مسمى "۔

بسند صحیح شعبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حکم سے پوچھا کہ کیا آیت متعہ منسوخ ہوگئی کہا کہ نہیں۔

۳۔عمر بن حرہ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر کو "فما ستمتعتم به منهن الى اجل مسمى" ہی پڑھتے ہوئے سنا اور ابو ثابت سے روایت ہے کہ ابن عباس نے مجھے ایک مصحف دیا اسمیں فما ستمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی

لکھا تھا۔

۴۔ابو بکر جصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ ق) نے اپنی تفسیر احکام القرآن کی جلد ۲ صفحہ ۱۷۸ میں ابن عباس اور ابی بن کعب کی دونوں حدیثوں کے بارے میں الی اجل مسمی کی قرات کو صحیح مانتے ہوئے ابن جریح اور عطاء خراسانی کے سلسلہ کیساتھ ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ متعہ کا حکم اس آیت کے نزول سے منسوخ ہو گیا" یاایھا الذین امنوا اذاطلقتم النساء مطلقو ھن لعدتھن"

یہ اس لئے قابل غور ہے کہ اگر حکم متعہ قرآن میں نازل ہی نہیں ہوا تو اس آیت سے منسوخ کیوں بتایا گیا ہے اور اگر منسوخ ہو گیا تو ان بڑے بڑے علماء نے یہ کیوں لکھا ہے کہ حکم متعہ کے نسخ کی کوئی آیت آئی اور نہ ہی وقت وفات تک رسول اللہ نے منع ہی فرمایا اور اگر حضرتؐ نے خیبر و اوطاس و فتح مکہ وغیرہ میں حرام کر دیا تھا تو حضرت عمر کے اس قول کے کیا معنی کہ "متعتان کانتا فی عھد رسول اللہ وأنا احرمھما" کہ دو قسم کے متعہ رسولؐ خدا کے زمانے میں رائج تھے میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں اب حضرت عمر کی اتنی جرات کہ احکام خدا میں دخل اندازی اور حلال خدا کو حرام قرار دینا یہ شریعت و اسلام کیساتھ کھلا مذاق ہوگا ورنہ احکام خدا نہ کسی نبیؐ و مرسلؐ سے تبدیل ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی میں اتنی ہمت ہے کہ احکام خداوند کریم کو اپنی مرضی سے تبدیل کرے یا اصلا بند کر دے تو حضرت عمر کے بند کرنے سے حلال خدا کو کیسے حرام قرار دیا جا سکتا ہے نہ معلوم متعہ بند کرنے سے حضرت عمر کی کونسی خواہش پوری ہوئی۔ یہ تو متعہ کو حرام کرنے والے ہی بتا سکتے ہیں۔

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

۵۔حافظ ابو بکر بیہقی (متوفی ۴۵۸ھ ق) نے بسند ہائے خود سنن کبری کی جلد ۷ صفحہ ۲۰۵ پر محمد بن کعب سے انہوں نے جناب ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اول اسلام میں متعہ تھا اور آیہ متعہ کو فمااستمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی پڑھا جاتا تھا۔

۶۔حافظ ابو محمد بغوی شافعی (متوفی ۵۱۰ ھ ق) نے اپنی تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۴۲۳ میں لکھا ہے کہ حسن اور مجاھد نے تو یہ کہا ہے کہ آیہ فمااستمتعتم نکاح صحیح کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن عباس کہتے ہیں کہ آیۃ متعہ محکم ہے۔

۷۔ابوالقاسم زمخشری معتزلی (متوفی ۵۲۸ ھ ق) نے اپنی تفسیر کشاف جلد ۱ صفحہ ۳۶۰ پر فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ آیہ متعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن عباس سے اس کا محکم ہونا یعنی منسوخ نہ ہونا ثابت ہے۔

۸۔قاضی ابوبکر اندلسی (متوفی ۵۴۳ ھ ق) نے احکام القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۶۲ پر اس آیت کے بارے میں دو قول پیش کئے ہیں ایک یہ کہ آیہ فمااستمتعتم نکاح مطلق یعنی دائمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو ایک جماعت کا قول ہے. دوسرا قول یہ ہے کہ آیت متعۃ النساء کے بارے میں ہے جو نکاح اجل یعنی میعادی ہے۔

۹۔ابوبکر یحیی بن سعدون قرطبی (متوفی ۵۶۷ ھ ق) نے اپنی تفسیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۰ پر آیہ متعہ کے معنوں کے اختلاف کے بارے میں لکھا ہے کہ قول جمہور ہے کہ اس آیت سے نکاح متعہ مراد ہے و شروع اسلام میں رائج تھا اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور سعید بن جبیر نے الی اجل مسمی کے ساتھ پڑھا ہے اور متعہ کرنے والوں کے بارے میں جو اختلاف ہے تو ایک روایت میں مالک سے نقل ہوا ہے کہ متعہ کرنے والوں کو سنگسار نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ متعہ حرام نہیں ہے۔

۱۰۔ابو عبداللہ فخر الدین رازی (شافعی متوفی ۶۰۶ ھ ق) نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ پر دو قول لکھے ہیں ایک قول تو وہی جو اکثر علماء کا ہے دوسرا قول یہ کہ اس آیت سے حکم متعہ مراد ہے اور اس پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ ابتداء اسلام میں متعہ مباح تھا عمران بن حصین نے کہا کہ یہ آیت متعہ کیلئے نازل ہوئی ہے اور کسی آیت نے پھر اسے منسوخ نہیں کیا اور ہمیں حضرت رسول خداؐ نے متعہ کا حکم فرمایا اور ہم کرتے رہے اور حضرتؐ نے اپنی وفات تک ہمیں کبھی متعہ سے منع نہیں فرمایا۔

۱۱۔حافظ ابوزکریا نودی شافعی (متوفی ۶۷۶ ھ ق) شرح صحیح مسلم جلد ۹ صفحہ

۱۸۱ پر عبداللہ بن مسعود کی قرات یہی بتاتے ہیں کہ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمی ۔

۱۲۔ قاضی ابوالخیر بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ ھ ق) اپنی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۲۵۹ پر لکھتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر تین دن کیلئے متعہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی پھر منسوخ ہوگئی۔

۱۳۔ علاؤ الدین بغدادی (متوفی ۸۴۱ ھ ق) اپنی مشہور تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۳۵۷ پر لکھتے ہیں کہ ایک قوم کہتی ہے کہ یہ آیہ متعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ ابتداء اسلام میں تھا بعد میں رسولؐ خدا نے روک دیا تھا۔

۱۴۔ ابن جری محمد بن احمد غرناطی (متوفی ۷۴۱ ھ ق) اپنی تفسیر التسھیل جلد ۱ صفحہ ۱۲۷ پر یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اس آیت سے نکاح متعہ مراد لیا گیا ہے یہ نکاح جائز تو تھا مگر بعد میں حدیث تحریم سے متعہ حرام ہوگیا۔

۱۵۔ حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ ھ ق) اپنی مشہور تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ میں لکھتے ہیں کہ طبرانی اور بیہقی نے ابن سنن میں روایت کی ہے کہ ابن عباس کا یہ قول کہ نکاح متعہ اول اسلام میں تھا اور آیت میں فمااستمتعتم بہ منھن کیساتھ الی اجل مسمی پڑھا جاتا تھا۔

۱۶۔ ابوسعید عمادی حنفی (متوفی ۹۸۲ ھ ق) اپنی اس تفسیر میں جو حاشیہ تفسیر رازی پر ہے جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ پر لکھتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ آیت متعہ کیلئے نازل ہوئی ہے اور متعہ ایک قسم کا نکاح ہے جو معین و معلوم مدت کیلئے ہوتا ہے خواہ ایک دن سے کچھ کم و زیادہ ہی ہو اور اس کا نام متعہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس سے صرف استمتاع یعنی تمتع و لذت ہی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اور یہ استمتاع اس کے عوض حلال ہوتا ہے جو اس کو دیا جاتا ہے اور متعہ صرف تین دن کیلئے حلال تھا جب مکہ فتح ہوا اور اس حدیث سے منسوخ ہوگیا جو آنحضرتؐ نے آخری روز صبح کو فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کیلئے متعہ کو حرام کر دیا ہے اور یہ حرام و حلال دو دفعہ ہوا۔

۱۷۔قاضی شوکانی (متوفی ۱۲۷۰ھ ق) اپنی تفسیر جلد ا صفحہ ۱۴۴ میں لکھتے ہیں کہ بقول جمہور اس آیت سے نکاح متعہ مراد ہے جو صدر اسلام میں رائج تھا۔

۱۸۔شہاب الدین ابوالثناء سید محمود آلوسی بغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ ق) اپنی تفسیر کی جلد ۵ صفحہ ۵ پر اس آیت کے بارے میں قرآت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ دونوں فمااستمتعتم به منهن الى اجل مسمى پڑھا کرتے تھے۔

ناظرین کرام:

آپ کو اتنی کتابیں دیکھنے کے بعد یہ اندازہ تو کم از کم ہو گیا ہوگا کہ مسئلہ جواز متعہ جعلی نہیں ہے قرآنی ہے شرعی ہے اسلامی ہے زمانہ رسولؐ خدا میں موجود تھا. خواہ تین دن کیلئے تھا' خواہ ایک دن کیلئے' مباح ضرور ہوا تھا. اب اصل مشروعیت کے بارے میں کوئی تامل واشکال نہیں البتہ مباح ہے۔

آیا متعہ حرام ہو گیا؟ اور آیت منسوخ حکم برطرف قانون شکستہ بن گیا یا نہیں اس میں اختلاف زیادہ ہے اب صرف اتنا سمجھنا ہے کہ منسوخ ہوا یا نہیں؟ حرام ہو گیا یا نہیں؟ اور پھر آخر کس نے حرام کیا اور کیوں کیا؟ اب کتب کے حوالہ جات کو مطالعہ کرنے کے بعد کسی کو یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کہ متعہ کا مسئلہ صرف شیعوں کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے اور قرآن میں نہیں ہے اور نہ شرع اسلامی میں کبھی حلال ہوا؟

کم از کم مخالفین متعہ کو اب یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کہیں کہ وہ متعہ کو زنا سے زیادہ بدتر سمجھیں اور سمجھائیں اور لوگوں کو بتائیں۔ اہلحدیث و وہابی و دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ پہلے وہ اپنے گھر کا مطالعہ کریں بعد میں اس اسلامی مسئلہ کو فقط شیعوں کا ذاتی مسئلہ کہہ کر عوام کو دھوکہ دیں مجھے امید کہ جب یہ حضرات اپنے گھر کی خبر لیں گے اور اپنی کتابوں کا مطالعہ کریں گے تو ان کے بڑے بڑے صحابہ اور صحابیات اس استمتاع سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے اور انہوں نے اپنے دور میں اس فریضہ کی انجام دہی

کیلئے کھجور کی چند گٹھلیوں کا حق مہر دے کر آج کے مخالفین کی زبان کو بند کر دیا۔
حلال محمد کو حرام ہونے سے بچایا مگر نہ جانے خلیفہ ثانی نے ایسا اقدام کیوں کیا کہ جس سے امت اسلامی میں یہ مسئلہ باعث اختلاف بنا. مطالعہ کتب اسلام کرنے والا خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ آخر یہ سب کے سب علماء اہلسنت و آئمہ تفاسیر ہیں تو کیا ان کی کتابوں کی طرف رجوع کر کے صحیح سقیم اور حق و باطل کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا یہ انسان عاقل پر ایک مسئلہ دینی و شرعی کی خاطر عقلا واجب نہ ہوگا کہ ان بلند پایہ تصانیف کو مرجع بنائیں اور ان کے بیانات و اقوال و رجحانات کی روشنی میں مسئلے کے ہر اختلافی پہلو کو اصول درایت و روایت پر پرکھیں اور موازنہ کر کے کسی ایک رخ کو اپنائیں تا کہ ہمیشہ کیلئے مسئلہ صاف ہو جائے اور امت مسلمہ کا اختلاف کم از کم اس اہم مسئلہ دینی سے ختم ہو جائے۔

آخر اس میں بڑے بڑے محترم گرامی قدر صحابہ شامل ہیں. ابن عباس جو ترجمان القرآن کہے جاتے ہیں.. عبداللہ بن مسعود جو عالم الکتاب والسنہ مانے جاتے ہیں ابی بن کعب جو اقراء الصحابہ سمجھے جاتے ہیں انکے علاوہ عمران بن حصین. حکم. جبیب ابن ثابت. سعید بن جبیر. قتادہ اور مجاہد.

یہ سب حضرات اپنے اپنے ٹھکانے کوئی محل و مقام رکھتے ہیں اور اہلسنت حضرات کے نزدیک سب صحابہ عادل ہیں اور اگر سب صحابہ عادل ہیں تو اس مسئلہ میں ان حضرات کی عدالت کو ماننے کیلئے کونسا عذر اور کونسا نقصان ہے کیا معاذ اللہ ان سب حضرات کو بالکل جاہل و ناواقف یا ضدی اور ہٹ دھرم خیال کیا جائے کہ پیغمبر اکرم متعہ کو کسی آیہ قرآنی کے ذریعے یا حکم سے منسوخ اور مثلاً قیامت تک کیلئے حرام بھی فرما دیں اور یہ لوگ پھر بھی ہمیشہ متعہ کرتے رہیں اور اسکی اباحت پر ڈٹے رہیں اور حلال سمجھتے رہیں۔

اور ہاں صرف یہی نہیں کہ فقط اصحاب کا یہ مسلک ہو بلکہ اہل بیتؑ سرکار رسالت بھی اور تمام بنی ہاشم سارے کے سارے اس امر کو جسے پیغمبرؐ خدا حرام قرار

دیں حلال سمجھتے رہیں؟ کیا معاذ اللہ جتنا ہم جانتے ہیں ان سب کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ فعل حرام معصیت وفسق ہے مگر فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے اس لئے کہ خلاف ماانزل اللہ ماجاء به محمدؐ کا انکار ہے حلال دین محمد کو حرام سمجھنا اور حرام شریعت مصطفویؐ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر وارتداد ولائق گردن زدنی اور نا قابل معافی وسنگین جرائم میں سے جرم ہے۔

اگر معاذ اللہ ہم ان سب حضرات مافوق کیلئے یہ گمان کریں کہ پیغمبرؐ خدا کے حرام کر دینے کے بعد انہوں نے حلال سمجھا تو معاذ اللہ یہ سب واجب القتل ٹھہرے اس لئے کہ مستحل امر حرام ہیں. کیا معاذ اللہ یہ لوگ حکم پیغمبرؐ سے ناواقف تھے بے خبر تھے حلال وحرام کی تمیز کے بغیر جو جی میں آتا کرتے تھے اور ملاحظہ قانون اسلام نہیں کرتے تھے۔

یہ تو وہ شتم صحابہ ہے جس کا دنیا میں کوئی سباب بھی مرتکب نہ ہوا ہو مگر افسوس یہ ہے کہ شیعیان علیؑ کے خلاف یہ جھوٹا اور مکروہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ شیعہ سب صحابہ کرتے ہیں حالانکہ صحابہ کے دوست نما دشمن اس جرم کا کئی بار ارتکاب کر چکے ہیں۔ کیا ایسے پاکیزہ اشخاص جو علماء زمانہ اور اصحاب سرکارؐ دو عالم تھے حضرت عمر کے سخت ہنگامی حکم اور سختی کے باوجود بھی قائل جواز متعہ رہے اور اس کی اباحت پر اصرار کرتے رہے اگر از روئے قرآن وسنت بدلیل شرعی اپنی رائے پر قائم اور متعہ کرتے نیز متعہ کا حکم دیتے تو ان کا قول وفعل حجت اور اگر حرام کو حلال کر کے کرتے رہے اور یہ بات سچ ہے تو واجب القتل اور اگر ان پر الزام ہے تو قدح اصحاب وسب صحابہ ہے. اب ایسے راویوں اور مصنفوں کو کیا مقام بخشا جائے پس اگر متعہ شریعت اسلام میں حرام مانا جائے تو تمام وہ اکابر صحابہ وتابعین جو اباحت وحلیت متعہ کے قائل ہیں گویا ہم ان کو یوں متہم کرتے ہیں کہ وہ حرام کو بھی حلال جانتے تھے حالانکہ یہ حضرات ایسے نہ تھے۔

جہاں تک علماء شیعہ کا تعلق ہے بتاسی وپیروی عترت طیبین ختمی مرتبت وہ اباحت متعہ پر متفق ہیں اگر کسی وقت عوام الناس میں سے کوئی شخص ماحول سے متاثر ہو

کر یا اکثریت کی خوشامد میں آ کر بسبب بے خبری اور جہالت کے متعہ کو خلاف اصول قرآنی کہہ دے تو وہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتا البتہ اہل سنت اگر اس مسئلہ کی مخالفت کریں اور متعہ کے نام سے توبہ واستغفار کرنے لگیں تو وہ بیچارے اس لئے بے قصور ہیں کہ وہ حقیقت واقعی سے اب تک نہ واقف رکھے گئے ہیں انہیں یہ بتایا گیا کہ متعہ بے اصل ہے شیعوں کی من گھڑت ہے اور نعوذ باللہ زنا کا بدل ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہاں البتہ فقہائے اہلسنت میں اس قدر ضرور اختلاف ہے کہ آیا متعہ اب مباح ہے یا حرام ہو گیا ہے اس کیلئے اکابر فقہاء اہلسنت کے بیانات جو اسلامی کتابوں میں بند ہیں وہ محفوظ ہیں فقہاء اہلسنت نے اپنی اپنی کتب فقہیہ اور محدثین نے صحاح وسنن ومسانید میں آیہ فما استمعتم به منهن کے تحت جواز متعہ لکھا ہے بالفرض اگر حرام تھا تو انہوں نے مسائل واحکام متعہ اپنی اپنی کتابوں میں اتنی تفصیل کیساتھ کیوں بیان فرمائے متعہ کا تعارف کیوں کروایا اور کیوں مثلاً اجرت .. اجل .. صیغہ متعہ ایجاب وقبول .. اختتام مدت پر افتراق .. حاملہ یا غیر حاملہ کنیز یا آزاد کیلئے عدہ .. متعہ کے نکاح میں زن وشوہر کے درمیان وراثت کا نہ ہونا؟

آخران مسائل کا بیان کرنا اس بات کی بین دلیل نہیں کہ متعہ اسلامی نکاح ہے اور خدائے رؤف نے اپنی مخلوق پر احسان فرمایا ہے کہ میری مخلوق زنا جیسے قبیح فعل کا ارتکاب نہ کرے بلکہ حلال طریقے سے اپنی شہوت نفسانی کو پورا کرے۔

شیعہ کے نزدیک یہی احکام متعہ جو بیان ہو چکے ہیں شیعہ کسی کو بھگا لے جانے یا کسی سے بجبر یا برغبت زنا کرنے کو متعہ نہیں کہتے ہیں بلکہ قوانین شرعیہ وفقہیہ کے ملاحظے کیساتھ میعادی نکاح کو متعہ کہتے ہیں متعہ کے متعلق جو چیزیں فقہائے شیعہ نے بیان فرمائی ہیں وہ چیزیں فقہائے اہلسنت نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں مگر مولوی صاحبان جو دین کے مسائل سے واقف نہیں اور جنہیں مسلمانوں میں تفریق ڈالنا طبعی طور پر پسند ہے خواہ مخواہ متعہ کو زنا بلکہ زنا سے بدتر کہہ کر ایک مسلمان طبقے کے خلاف سواد اعظم کو بھڑکاتے اور نفرت دلاتے ہیں اور یہ خیال بھی نہیں کرتے کہ متعہ کو

زنا کہنے کے باعث بہت بڑے بڑے صحابہ بہتان و قذف وسب وشتم کی زد میں آجاتے ہیں جس سے خداوند کریم کی پناہ مانگنی چاہیے۔

جو افراد معاذ اللہ زنا کا ارتکاب کرتے ہیں قیامت کے دن وہ کوئی عذر پیش نہیں کرسکیں گے اس لئے کہ خداوند کریم کی طرف سے حجت تمام ہوچکی ہے اور اسلام نے متعہ کی سہولت وآسائش دے دی ہے اب کوئی عذر بارگاہ خدا میں مسموع نہیں ہوسکتا کہ ہم اس مجبوری سے مرتکب حرام ہوئے کہ ہمارے لئے دین اسلام میں کوئی گنجائش باقی نہ تھی کسی چیز کی حلیت کے یہ معنی نہیں کہ خواہ مخواہ ہر حلال چیز کو انجام دیا جائے۔ ایک شخص زندگی بھر دودھ نہ پیئے اور میوہ نہ کھائے اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ان چیزوں کا استعمال حرام ہے قحط وگرانی بہت سے نازک طبع لوگ گائے کا گوشت کھانے سے پورا پرہیز کرتے تھے مگر حرام نہیں جانتے تھے اس لئے یہ ضروری بھی نہیں کہ ہر حلال کام کیا ہی جائے مگر حلال کو حلال مانا تو جائے اکثر لوگوں میں یہ عادت ہے کہ متعہ کی حمایت کرنے والوں سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ بھی ہمیں اپنی بہن بیٹی سے متعہ کرنے دیں۔ یہ سوال انتہائی حماقت سے لبریز ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے کسی مخالف نے یہی کہا تھا کہ آپ اہلبیتؑ متعہ کو حلال کہتے ہیں تو اپنی لڑکیوں کا متعہ کیوں نہیں کرتے؟ آپؑ نے دندان شکن جواب دے کر ساکت فرما دیا تھا اور فرمایا تھا۔ اول تو یہی کہ ہر حلال کام کا کرنا ضروری نہیں ہم متعہ کو حلال جانتے ہیں ہماری لڑکیاں متعہ نہیں کرتیں، تم جو کی شراب کو حلال جانتے ہو کیا ایک دکان کھول کر اپنی ماں کو اس پر بٹھا دو گے؟ دوسرا جواب یہ فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ ناکتخدا لڑکیاں گھر میں رکھتے ہی نہیں ہمارے خاندان میں لڑکیاں بیاہ دی جاتی ہیں اس لئے متعہ کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ نکاح متعہ کیلئے یہ چیز بھی ہے کہ جو لوگ نکاح دائمی کی گنجائش نہ رکھتے ہوں وہ نکاح متعہ کر کے حرام سے بچ جائیں۔

متعۃ الحج کے بارے حضرت عمر اور بقیہ اصحاب کا عمل وخیال:

(۱) ۔ابی رجاء سے روایت ہے کہتے ہیں کہ عمران بن حصین نے کہا ہے کہ آیہ متعہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی اور رسول اللہؐ نے ہمیں متعہ کرنے کا حکم دیا اور پھر کوئی آیت ناسخ حکم متعۃ الحج نازل ہی نہیں ہوئی نہ رسول اللہؐ نے وفات تک منع فرمایا. ہاں کسی نے جو چاہا اپنی مرضی سے کہہ دیا.

صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۴۶۷

تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۵

(۲) ہم لوگوں نے رسول اللہ کی ہمراہی میں متعہ کیا اور اس بارے مین پھر کچھ قرآن میں نازل نہیں ہوا. کہنے والے نے جو کچھ کہا اپنی مرضی سے کہا۔

(۳) ہم نے زمانہ رسول اللہؐ میں متعہ کیا اور قرآن میں بھی نازل ہوا مگر کہنے والے نے اپنی طرف سے جو چاہا کہہ دیا.

صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۴ کتاب التفسیر سورہ بقرہ۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ابن زبیر متعہ سے روکا کرتے تھے اور جناب حضرت عبداللہ بن عباس متعہ کا فتوی دیا کرتے تھے تو ایک دفعہ جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھ لیا تو انہوں نے کہا سب سے پہلے عمر نے منع کیا نودی شارح صحیح مسلم کہتے ہیں کہ متعہ کے اول منع کرنے والے عمر ہیں عثمان ان کے تابع رہے ہیں۔

بروایت شیخین (صحیح بخاری وصحیح مسلم) ہم نے رسول اللہ کیساتھ ساتھ متعہ کیا اور قرآن میں نازل ہوا. کہنے والا خود رائی سے جو چاہے کہا کرے. سنن الکبری جلد ۵ صفحہ ۲۰ بروایت امام نسائی: رسول اللہؐ نے متعہ کیا اور ہم نے بھی کیا. اس بارے میں کہنے والے نے جو کچھ کہا اپنی رائے سے کہا۔

ملاحظہ فرمائیں:
سنن نسائی جلد ۵ صفحہ ۱۵۵
مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۴۳۶

ابو موسی جو جواز متعہ کا فتوی دیا کرتے تھے اس پر کسی نے کہا کہ آپ فتووں کو چھوڑیں آپ نہیں جانتے کہ امیر المؤمنین نے احکام دین میں کیا کیا تبدیلیاں کر دیں آخر میں ان سے جا کر ملا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے یعنی حضرت عمر نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ متعہ رسول اللہؐ نے بھی کیا اور اصحاب نے بھی مگر مجھے اچھا معلوم نہیں ہوتا ہے کہ شادی کرنے والوں کی طرح اراک (میدان عرفات کا ایک کونہ) میں بسر کریں اور جب حج کیلئے آئیں تو سر ٹپکتے ہوں۔
صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۷۲
سنن ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۹
مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۵۰
سنن بیہقی جلد ۵ صفحہ ۲۰
سنن نسائی جلد ۵ صفحہ ۱۵۳
یسیر الوصول جلد ۱ صفحہ ۲۸۸
علامہ زرقانی کی شرح موطا جلد ۲ صفحہ ۱۷۹

قارئین گرامی القدر:

آپ نے مافوق عبارت کو پڑھا اور دیکھا کہ حضرت عمر صاحب کا کہنا کہ مجھے معلوم ہے کہ خود رسالتمآب بھی اور ان کے اصحاب بھی نکاح متعہ کیا کرتے تھے مگر مجھے اچھا نہیں لگتا اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک چیز کو خداوند کریم اپنی مخلوق کیلئے حلال قرار دے اور مخلوق میں ایک آدمی کہے کہ نہیں مجھے اچھا نہیں لگتا کہ خداوند کریم نے اس چیز کو حلال کیوں قرار دیا ہے اور پھر وہ آدمی دنیا میں چند ایام کیلئے صاحب اختیار بھی

بن جائے تو اب انصاف سے بتائیں کیا احکام خداوند متعال کسی کے حلال وحرام قرار دینے سے واقعاوہ حرام یا حلال ہو جائیں گے؟

ہر گز ایسا نہیں احکام خداوند کریم نہ کسی کے حرام قرار دینے سے حرام اور نہ کسی کے حلال قرار دینے سے حلال ہوتے ہیں یہ اختیار فقط خداوند متعال کو ہے مگر کیا کہنا حضرت عمر صاحب کا کہ جنہوں نے نہ معلوم دین خدا میں کیا کیا ایجاد کیا اور کیا کیا حذف کیا خود علامہ شبلی نعمانی کی کتاب الفاروق کا اگر مطالعہ کیا جائے اور بالاخص باب اولیات حضرت عمر تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عمر نے کیا ایجاد کیا اور کیا منع کیا۔

اب وہ لوگ جو متعہ کے بارے میں من گھڑت کتابیں، رسالے شائع کرر ہے ہیں نہ معلوم وہ اپنی ان بڑی بڑی معتبر کتابوں کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے یا پھر اگر مطالعہ کرتے ہیں لیکن حضرت عمر صاحب کی طرح انکو یہ اچھا نہیں لگتا کہ لوگ زناء سے بچ جائیں اور حلال خداوند کریم سے استفادہ کریں اور زناء جیسے قبیح فعل کا ارتکاب نہ کریں.

متعہ کو زناء کا درجہ دینے والو!

کم از کم اپنی ان کتابوں کا مطالعہ تو کریں اور آپ کے اس فتوی سے تو پھر کوئی محفوظ نہیں اور کیا ایسے فتووں سے آپ کو ذاتی طور پر کیا نقصان یا فائدہ ہے خدارا انصاف سے اپنی کتب کا مطالعہ فرمائیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان جیسے خواہ مخواہ کے مسائل میں نہ الجھائیں یہ دور اتحاد کا دور ہے اصلاح کا دور ہے نہ کہ ایک دوسرے کے خلاف تحریری پروپیگنڈہ کا دور ہے اگر آپ واقعا مخلص دین اور مخلص توحید ورسالت ہیں تو پھر اپنے بزرگوں کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور انشاء اللہ تعالی آپ پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔

مطرف جنہوں نے عمران بن حصین سے روایت کی ہے. کہتے ہیں کہ آج

میں تم سے وہ بات کہتا ہوں جس کا آج کے بعد تم کو خدا نفع پہنچائے گا. آگاہ رہو کہ رسول اللہؐ نے اپنے گھرانے والوں کو عشرہ حج میں عمرہ کرایا پھر کبھی کوئی آیت اس کی ناسخ نہیں آئی اور نہ کبھی حضرتؐ نے منع فرمایا تاوقتیکہ آپ خداوند کریم سے ملحق ہوئے مگر بعد میں ایک شخص نے جس طرح چاہا رائے زنی کی.

صحیح مسلم جلد صفحہ ۳۴۴

سنن ابن ماجہ جلد۲ صفحہ ۲۲۹

مسند امام احمد بن حنبل جلد۴ صفحہ ۴۳۴

سنن الکبری جلد۴ صفحہ ۳۴۴

فتح الباری جلد۳ صفحہ ۳۳۸

اسی طرح کی ایک روایت مطرف سے ہے کہ مجھے عمران بن حصین نے کہا کہ میں تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جس سے امید ہے کہ تم کو خداوند متعال فائدہ پہنچائے گا رسول اللہؐ نے حج وعمرہ کو جمع فرمایا پھر اس کی ممانعت نہیں کی یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی اور قرآن میں بھی کچھ ایسا نازل نہیں ہوا جو اس کو حرام کر دیتا. ایک اور عبارت اس طرح ہے کہ اللہ تعالی کی کتاب میں متعہ حلال ہے نبی کریمؐ نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی قرآن میں بھی کچھ نازل نہیں ہوا کسی نے جو چاہا دل سے کہہ دیا.

صحیح مسلم جلد۲ صفحہ ۴۷

سنن دارمی جلد۲ صفحہ ۳۵

محمد بن عبداللہ نوفل سے روایت ہے کہ جس سال معاویہ نے حج کیا تو سعد سے پوچھتے ہوئے میں نے خود سنا کہ "کیا کہتے ہو حج وعمرہ تمتع کیلئے"؟ کہا کہ "حسنة جميلة" معاویہ نے کہا کہ عمر تو منع کیا کرتا تھا کیا تم عمر سے بہتر ہو؟ تو سعد نے کہا کہ عمر مجھ سے بہتر ہیں مگر یہ تو رسول اللہؐ نے کہا وہ تو عمر سے بہتر تھے. سنن دارمی جلد۲ صفحہ ۳۵۔

محمد بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے اس سال جس سال معاویہ نے حج کیا سعد

بن ابی وقاص اور ضحاک کو حج وعمرہ کے درمیان تمتع کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو ضحاک کہہ رہے تھے ایسا کام وہی کرسکتا ہے جو حکم اللہ سے جاہل ہو تو سعد نے کہا کہ برادر زادے تم نے بہت خراب بات کہی ضحاک نے کہا کہ عمر بن خطاب جو منع کیا کرتے تھے سعد بولے رسول اللہؐ نے جو کہا ہے اور ہم نے جو آنحضرت کیساتھ ساتھ جو بھی کیا ہوا ہے.

ملاحظہ فرمائیں:

امام مالک کی موطا جلد ا صفحہ ۱۴۸

شافعی کی کتاب الام جلد ۷ صفحہ ۱۹۹

امام نسائی کی سنن نسائی جلد ۵ صفحہ ۵۲

صحیح ترمذی جلد ا صفحہ ۱۷۵۔

آپ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

جصاص کی احکام القرآن جلد ا صفحہ ۳۳۵

سنن بیہقی جلد ۵ صفحہ ۱۷

تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۳۶۵

ابن قیم کی زاد المعاد جلد ا صفحہ ۸۴۔

عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ متعۃ الحج حرام ہے یا حلال؟ تو آپ نے کہا کہ حلال ہے سائل نے کہا کہ آپ کے والد نے تو منع کیا ہے؟ فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر میرے باپ نے منع فرمایا جبکہ رسول اللہؐ نے خود بھی کیا تو ہمیں خدا کے پیغمبر کی سنت کا اتباع کرنا چاہیے یا اپنے باپ کی؟ سائل نے کہا کہ رسول اللہؐ کی تو عبداللہ نے جواب دیا کہ رسول اللہؐ نے خود بھی کیا ہے۔

صحیح ترمذی جلد ا صفحہ ۱۵۷۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عمر کو خود یہ کہتے سنا ہے کہ واللہ میں تم لوگوں کو متعہ سے منع کرتا ہوں ورنہ یہ تو کتاب اللہ میں موجود ہے اور رسول اللہؐ نے خود بھی کیا

ہے۔
سنن نسائی جلد ۵ صفحہ ۱۵۳۔

قارئین گرامی القدر:

یہ مختصر سا خاکہ جو آپ کی خدمت میں بیان کیا ہے یہ فقط متعۃ الحج کے بارے میں تھا روایات تو بہت زیادہ ہیں مگر میں نے اختصار کیا ہے بات زیادہ طولانی نہ ہو جائے۔ مگر افسوس ان حضرات پر ہے جو ان روایات کو پڑھتے ہیں پھر بھی حقیقت کا اعتراف نہیں کرتے ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں "خسر الدنیا والأخرہ "(اس قسم کے لوگوں کیلئے دنیا و آخرت میں خسارہ ہی خسارہ ہے)۔

متعۃ النساء:

منکرین کیلئے دعوت فکر؟

معتبر ترین صحابی رسول اکرمؐ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ ہم زمانہ رسول خدا و زمانہ ابوبکر میں ایک مٹھی بھر کھجوروں کے عوض متعہ کیا کرتے تھے پھر عمر و بن حریث کی وجہ سے عمر نے ہمیں متعہ سے روک دیا۔

اہلسنت کی معتبر کتب:

صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹۵

ابن اثیر کی جامع الاصول

ابن ربیع کی تیسر الوصول جلد ۴ صفحہ ۲۶۲

ابن قیم کی زاد المیعاد جلد ۱ صفحہ ۴۴۴

ابن حجر مکی کی فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۴۱

ملا علی متقی کی کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۶۴۔

حکم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتا تو بد بخت و شقی کے سوا کوہی زنا نہ کرتا۔

اسی طرح حکم سے منقول ہے کہ ان سے آیہ متعہ کے بارے پوچھا گیا کہ کیا یہ آیت منسوخ ہے تو جواب دیا کہ نہیں بلکہ علیؑ نے کہا کہ اگر عمر نے متعہ سے منع نہ کیا ہوتا تو شقی و بد بخت کے سوا کوئی بھی زنا نہ کرتا۔

اہلسنت کی معتبر کتب:

تفسیر طبری جلد ۵ صفحہ ۹

بسند صحیح تفسیر ثعلبی

تفسیر رازی جلد ۳ صفحہ ۲۰۰

تفسیر ابی حیان جلد ۳ صفحہ ۲۱۸

تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۱۴۰

(مختلف سندوں سے اس حدیث کو اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے)

متعہ کو زنا سے بدتر کہنے والو! اس روایت کو غور سے پڑھیے اور فیصلہ انصاف سے کیجئے. آیا اب بھی انکار کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

ہے شرافت کا تقاضا کہ بشر کم بولے
بات آ جائے اگر حق کی تو خاموش نہ ہو

سلیمان بن یسار نے ام عبداللہ بنت ابی حشیمہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص شام سے آ کر ان کے یہاں ٹھہرا اور کہا کہ غروبت (عورت کے بغیر ہونا) کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہوں کوئی عورت تلاش کرو کہ میں متعہ کروں. کہتی ہیں کہ میں نے ایک عورت کا راستہ بتایا اس نے اس سے طے کر لیا اور چند عادلوں کو گواہ بنا کر متعہ کر لیا پھر جب تک رہنا تھا اس کیساتھ رہا پھر وہ باہر چلا گیا تو اس کی خبر عمر کو دے دی گئی انہوں نے میرے پاس کسی کو بھیجا اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ بات جو ہم نے سنی ہے صحیح ہے؟ میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے کہا جب وہ آئے تو مجھے ضرور خبر دینا چنانچہ جب وہ شخص آیا تو میں نے خبر دے دی تو عمر نے کسی کو اس کے پاس بھیجا اور پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ کہا کہ ہم تو رسول اللہؐ کے ساتھ ساتھ کرتے رہے پھر یہ کہ کبھی انہوں نے منع بھی نہ فرمایا یہاں تک کہ وفات پائی کبھی ہمیں نہیں روکا پھر تمہارے ساتھ ساتھ بھی کرتے رہے اس وقت تو تم نے کبھی کچھ نہ کہا؟ عمر نے کہا سنو!

"اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں منع پر اڑ جاؤں اور روکنے پر تل جاؤں تو تم کو سنگسار کر کے چھوڑوں"۔

اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال جلد ۸ کے صفحہ ۲۹۴ پر ملاحظہ فرمائیے۔

عطا کہتے ہیں جابر بن عبداللہ حج بجا لا کر واپس آئے ہم لوگ ان کے گھر گئے لوگوں نے بہت سی باتیں پوچھیں پھر متعہ کا ذکر ہو گیا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے اور ابوبکر کے زمانے میں ہم متعہ کرتے تھے اور عمر کے آخری دور تک کرتے

رہے۔
صحیح مسلم جلد اصفحہ ۳۹ باب نکاح المتعہ
مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۸۰

حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ ''جب بھی میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا جائیگا جو متعہ کو حلال کہتا ہو تو میں ضرور اس کو سنگسار کروں گا''

مراۃ الزمان علامہ سبط ابن جوزی

ایوب نے عروہ سے نقل کیا ہے کہ عروہ نے ابن عباس سے کہا کہ خدا سے ڈریں آپ نے متعہ کی رخصت دے رکھی ہے کہ عریہ اپنی ماں سے ذرا پوچھ؟ عروہ نے کہا کہ ابوبکر و عمر نے متعہ کیا نہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ جب تک خداوند متعال مبتلا بعذاب نہ کرے تم باز آنے والے نہیں ہو ہم نبیؐ سے نقل حدیث کرتے ہیں اور تم ہر وقت ابوبکر و عمر سے قول نقل کرتے ہو۔

ابن عباس نے جو عروہ سے یہ کہا کہ اپنی ماں سے پوچھ لے تو یہ واقعہ ذرا قارئین کی خدمت میں پیش ہو جائے تا کہ بات واضح ہو جائے اور سمجھنے میں آسانی ہو قصہ یوں ہے:

ام عروہ بنت حضرت ابوبکر سے زبیر بن عوام کا ازدواج متعہ کے ذریعے ہوا تھا جس سے عبداللہ ابن زبیر متولد ہوئے تھے یہ حضرت ابوبکر کے نواسے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ کے بھانجے تھے۔

اسی قصہ کو راغب اصفہانی اپنی کتاب محاضرات جلد ۲ صفحہ ۹۴ پر اس طرح نقل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر نے ابن عباس کو متعہ کے حلال کہنے پر طعنہ دیا انہوں نے کہا کہ ماں سے پوچھو کہ ان کے اور تمہارے باپ کے درمیان کتنے اگردان سلگتے ہیں؟ عبداللہ نے ماں سے پوچھا تو ماں نے جواب دیا کہ ہاں یہ حقیقت ہے کہ میرا اور تیرے باپ کا رشتہ زوجیت متعہ سے تھا اور تو متعہ سے ہی پیدا ہوا ہے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ پہلی انگیٹھی جو متعہ میں سلگائی گئی تھی وہ آل

زبیر تھی۔ اہلسنت کی معتبر کتاب عقد الفرید جلد۲ صفحہ ۱۳۹۔

گلشن دیوبندیت واہلحدیث میں متعہ کی سیر:

(خود انکی اپنی مایہ ناز کتب میں)

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش رنگ سے
بیٹھے ہیں ہم تہیہ طوفان کئے ہوئے

قارئین گرامی القدر:

چونکہ اس دور میں ہر آدمی دین اسلام کا ٹھیکیدار بنا ہوا ہے اسلام اس قدر مظلوم ہے کہ تاریخ گواہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو اپنے باپ کا بھی علم نہیں وہ کہتا ہے کہ جس اسلام و مذہب کو میں نے قبول کیا ہے یہی حقیقی اسلام ہے. میں نے پوری کوشش کی ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

لکم دینکم ولی دین کے تحت ہر ایک کا اپنا اپنا دین ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں نے وطن عزیز پاکستان کی تعمیر و تشکیل کی مخالفت کی تھی اور جن کے پیشواؤں نے حضور سرور کائنات کی نبوت و رسالت میں شک کیا اور اسی شک کی حالت میں اس دنیا سے گئے انہوں نے مذہب اہلبیتؑ کے خلاف کئی طریقوں سے پروپیگنڈے کئے اور زمانہ کی ستم ظریفی اور مؤرخین کی نا انصافی کہ امیر کائنات مولی الموحدین علی ابن ابیطالبؑ کے مقابلہ میں امیر شام کو لا کھڑا کیا کہ جسکی تاریخ میں کوئی حیثیت ہی نہیں جس کے بارے ہر باشعور مسلمان جانتا ہے کہ وہ اسلام کا باغی اور منحرف تھا مگر چند زرخرید ملاؤں نے اسے خال المؤمنین کہہ کر اسلام کی دھجیاں اڑائیں اور غیر مسلم بھی ایسے ماموں کے مشکوک کردار پر ہنستے دکھائی دیتے ہیں اور اسلام خود متحیر ہے کہ اگر ایسے مسلمان ہوں تو پھر میرا خدا حافظ ہے۔

میرا مشن فقط یہ ہے کہ ہر اس حقیقت کا اظہار کروں کہ جس حقیقت کا انکار کیا جاتا ہے اور شیعیان حیدر کرار کے خلاف ہر اس قبیح فعل کو تھوپا جاتا ہے کہ جس کا کہیں

بھی وجود نہیں . چونکہ بندہ حقیر نے اس الزام کو کئی بار برادران کی کتب و جرائد اور پمفلٹ میں پڑھا کہ شیعہ متعہ کرتے ہیں اور متعہ کا اسلام وقرآن میں کہیں بھی وجود نہیں یہ زنا سے بھی بدتر اور خطرناک ہے اور اس کا ذکر میں نے اہلحدیث کے ایک رسالہ الدعوۃ میں پڑھا اور صاحب مضمون نے وہ باتیں لکھیں کہ جس میں اس کی بددیانتی اور دروغ گوئی کی کہیں مثال نہیں ملتی۔

ہر غیر تمند انسان جانتا ہے کہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اور جب طوفان بدتمیزی کا پانی سر سے گزرنے لگتا ہے تو حریت نفس وآزادی ضمیر کو رواداری کے مقبرہ میں دفن کرنے پر کوئی بھی تیار نہیں ہوتا منکرین اور ان کے ہم مشرب حضرات اس مختصر سے حقائق نامے کا مطالعہ کریں اور غور سے پڑھیں اور اگر ضمیر زندہ ہو تو اپنے ہی اوپر لعنت اللہ علی الکاذبین کو دم کریں کہ شاید غیرت جاگ اٹھے اور حقیقت کا اعتراف ہو جائے اب اگر کوئی قاری دوست یہ کہے کہ یہ تحریر تو بہت سخت ہے تو میں فقط انکی خدمت میں اتنا کہنے کا حقدار ہوں:

ملا ہے اس کو بھی الزام بد مزاجی کا
جو دشمنوں سے بھی ہنس کر کلام کرتا ہے

پڑھنے والا باشعور اور انصاف پسند ہو تعصب کی عینک نہیں بلکہ حق وحقیقت کی صاف وشفاف عینک لگا کر پڑھے تو انشاء اللہ اس کی یہ مرض ضرور دور ہو گی کہ متعہ شیعوں کی من گھڑت داستان نہیں ہے اسکا اسلام میں وجود ہے مگر شرط یہ ہے کہ قاری صاحب نظر اور انصاف پسند ہو خوبی قبول کرے چاہے دشمن میں ہی دیکھے اور اگر قاری متعصب ہو حق کو قبول ہی نہ کرے تو پھر نتیجہ یہی نکلے گا:

مٹا نہ جائیں گے کہنہ روایتوں کے نشاں
اسے بتائیں گے منصف جو ہے خطا ہی نہیں

اس میں تو شک وشبہ ہی نہیں کہ متعہ عہد رسالت میں رائج تھا اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ علماء اہلسنت اس وقت یہ ثابت نہیں کر سکے کہ اس کا رواج کب ممنوع

قرار دیا گیا۔

دیکھئے رسالہ نگار لکھنو جلد ۲۴ شمارہ نومبر ۱۹۳۳ء۔

اپنے ہاتھوں سے پہلا گروہ پشیمان ہوئے
زہر کا ہائے میرے حق میں دوا ہو جانا

متعہ اور کتب اہلسنت:

مجھے بار بار یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں اختصار کروں مگر یہ موضوع اتنا طولانی ہے اور اہلسنت کے ہاں اس کے اتنے ثبوت ہیں کہ معلوم ہوتا ہے ان کے ہاں یہ بہت بڑا موضوع ہے نہ جانے وہ کیونکر اس کے منکر ہوئے حلال خداوند متعال کو خواہ مخواہ ایک آدمی کے کہنے پر حرام سمجھ بیٹھے اور یہ ایسی بات جو تعجب و حیرانگی میں اضافہ کر رہی ہے۔ جن حضرات نے متعہ کو زنا سے بھی بدتر کہا اور اس کی مخالفت میں چند بے سود کتابچے لکھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اپنی ان بڑی بڑی کتابوں کو کیوں نہیں دیکھا اور اگر دیکھا اور پڑھا ہے تو پھر سمجھا کیوں نہیں؟ فقط اس لئے کہ شیعہ اسے حلال سمجھتے ہیں مگر معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ثبوت رکھتے ہیں۔

حوالہ جات:

جس حال میں جینا مشکل ہو اس حال میں جینا لازم ہے

"فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة ولاجناح عليكم فيماتراضيتم به من بعد الفريضة ان الله كان عليما حكيما"
(سورہ نساء.. پارہ نمبر ۵)

ترجمہ:

جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو تو انہیں جو مہر معین کیا ہے دے دو اور مہر کے مقرر ہونے کے بعد آپس میں (کم و بیش) پر راضی ہو جاؤ تو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے بے شک خدا (ہر چیز سے) واقف اور مصلحتوں کا پہچاننے والا ہے۔

(۱)۔

اس آیت کے متعلق امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں ”ان المراد هذه الاية حكم المتعة وهى عبارة عن يستاجر الرجل المراة بمال معلوم الى اجل معين فيجا مها“

یعنی اس آیت سے مراد حکم متعہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی مرد کسی عورت کو نکاح کی مقرر رقم دے کر ایک معین مدت کیلئے اجیر بنا کر منفعت حاصل کر سکتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۸۶ طبع مصر)

امام رازی کی بحث:

اختصار کی وجہ سے فقط ترجمہ پیش خدمت ہے

(۲)۔

حضرت عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں دو متعہ جائز اور مشروع تھے میں ان دونوں سے روکتا ہوں ایک متعۃ الحج اور دوسرا متعۃ النکاح۔

جناب عمر کا یہ کہنا اس بات پر نص ہے کہ متعہ رسول خداؐ کے زمانے میں تھا اور حضرت عمر کا اس سے منع کرنا دلالت کرتا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں متعہ منسوخ نہیں ہوا تھا بلکہ عمر نے ہی اسے منسوخ کیا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۸۹ طبع مصر)

حضرت عمر کے اس کلام سے ثابت ہوا کہ متعہ سرور انبیاءؑ کے زمانہ میں جائز و مشروع تھا منسوخ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی ناسخ ہے سوائے اس کے کہ جناب

عمر نے اس کو منسوخ کیا۔

(۳)۔

عمارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے متعہ کے بارے میں سوال کیا کہ آیا یہ بری چیز ہے یا نکاح؟ تو ابن عباس نے جواب دیا کہ متعہ نہ بری چیز ہے اور نہ نکاح تو میں نے پوچھا پھر کیا ہے؟ تو جواب میں کہا کہ یہ متعہ ہے جیسا کہ پروردگار عالم نے قرآن مجید میں فما استمتعتم به منهن کا ارشاد فرمایا ہے. میں نے سوال کیا کہ کیا متعہ کا کوئی عدہ وغیرہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں ایک حیض ہے پھر میں نے پوچھا کیا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے؟ تو ابن عباس نے جواب دیا کہ نہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۸۶ طبع مصر)

(۴)۔

علامہ جلال الدین سیوطی کی روایت ملاحظہ فرمائیں:

مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد نکاح متعہ ہے۔

(تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۱۴۰ طبع مصر سال ۱۳۱۴ھ)

(۵)۔

حکم سے سوال کیا گیا کہ کیا آیت متعہ منسوخ ہو گئی ہے؟

فرمایا نہیں. اور جناب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر متعہ کو عمر حرام نہ کرتا تو پھر دنیا میں شقی و بد بخت کے علاوہ کوئی بھی زنا نہ کرتا۔

(تفسیر در منثور جلد ۲ ص ۱۴۰ طبع مصر سال ۱۳۱۴ھ)

(۶)۔

عمران بن حصین صحابی جو معتبر ترین صحابی ہیں فرماتے ہیں:

آیت متعہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی اس کے بعد کوئی آیت اس کی ناسخ بن کر نازل نہیں ہوئی اور رسول اللہؐ نے اس کا حکم دیا اور ہم لوگوں نے آپ کی معیت میں متعہ کیا اور حضرتؐ نے وفات پائی مگر قطعی اس سے منع نہیں فرمایا پھر ایک شخص (عمر) نے اپنی

رائے سے جو چاہا کیا۔
(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۸۶ طبع مصر)
(بخاری شریف جلد ۳ ص ۶۶ کتاب التفسیر باب لاتلقوا)

(۷)۔
اصحاب رسول اکرمؐ نے آپؐ سے جب اپنی عورتوں کی جدائی کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا کہ عورتوں سے متعہ کر لو۔
(تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۲۸۶ طبع مصر)

(۸)۔
جابر بن عبداللہ اور سلمی بن الاکوع کہتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس رسول خداؐ کا منادی آیا اور اعلان کیا کہ جناب رسول اکرمؐ نے تم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی ہے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۵۱)

خود آنخضرتؐ اور بوڑھے شیخین نے بھی متعہ کیا:

(۹)۔
"روی الترمذی فی جامعه من حدیث ابن عباس قال تمتع رسول اللّٰہ وابوبکر وعمر" جامعہ ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ آنخضرتؐ اور ابوبکر وعمر نے متعہ کیا۔
(دراسات اللبیب صفحہ ۷ طبع لاہور ۱۲۸۴ھ)

(۱۰)۔
"عن جابر انه سئل عن متعة النساء فقال استمتعنا علی عهد رسول اللّٰہؐ وابی بکر وعمر ثم نهی عنها عمر"
جناب جابر سے سوال کیا گیا کہ آپ متعہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو

آپ نے فرمایا: ہم آنحضرتؐ و ابوبکر و عمر کے عہد میں متعہ کرتے تھے پس عمر نے اسے منع کیا۔
(کنز العمال جلد ۸ ص ۲۹۴ طبع حیدر آباد ۱۳۱۴ھ)

حلیت متعہ پر امام مالک کا فتویٰ:

جوبانت کی خدا کی قسم لاجواب کی

(۱۱)۔

"قال مالک المتعة جائز" امام مالک نے فرمایا متعہ جائز ہے۔
(شرح کنز الدقایق صفحہ ۸۹ کتاب النکاح طبع مصر ۱۳۱۲ھ)

(۱۲)۔

"اول مجمر سطع فی المتعة مجمر آل زبیر" دنیا میں سب سے پہلے متعہ کی انگیٹھی روشن ہوئی وہ آل زبیر کی مجمر تھی۔
(مروج الذہب بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۶ ص ۱۶۵ طبع مصر ۱۳۰۳ھ)

(۱۳)۔

عبداللہ بن زبیر غیظ و غضب میں ماں کے پاس پہنچے اور کہا: اخبرتنی عن بردی عوسجه ؟ یعنی مجھے عوسجہ کی چادروں والا معاملہ بتا؟ ماں نے کہا دم لے بتاتی ہوں وہ یہ ہے کہ ایک دن تیرا باپ رسول خداؐ کیساتھ تھا پس عوسجہ نامی نے دو چادریں بطور ہدیہ آنحضرتؐ کی نذر کیں اور آنحضرتؐ نے وہ چادریں تیرے باپ کو دیں اور تیرے باپ نے ان چادروں کے عوض مجھ سے متعہ کیا اور مجھے تیرا حمل رہ گیا اور تو متعہ سے پیدا ہوا۔
(رد ہفوات شیعہ المعروف بہ تنزیہہ الانساب)
از مولانا محمد ماہ عالم چشتی صفحہ ۱۶ طبع نور المطابع لکھنؤ۔

(۱۴)۔

"فان قلت هل دليل على تحريم المتعة قلت لالان المنكوحة نكاح المتعه من جملة الازواج" اگر کہا جائے کہ الاعلی ازواجھا الایہ میں کوئی دلیل حرمت متعہ پر ہے تو میں جوابا یہ کہوں گا کہ قطعی طور پر نہیں کیوں کہ جس عورت سے نکاح متعہ ہوتا ہے وہ مثل زوجہ کے ہے جبکہ نکاح صحیح ہو (یعنی نکاح کے صیغے صحیح پڑھے جائیں)۔

(تفسیر کشاف سورہ مؤمنون جلد۲ ص ۲۸۷ طبع مصر ۱۳۱۸ھ)

(۱۵)۔

"المتعة باالضمه والكسر اسم متمتع" لفظ متعہ پیش اور زیر دونوں کیساتھ پڑھا جاسکتا ہے یہ رسم ہے جو لطف اندوزی کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے متاع کہ یہ بھی رسم ہے اور یہ کہ کوئی عورت سے نکاح کرے کہ اس سے چند روز ازدواجی فائدہ حاصل کیا جائے پھر اس کو آزاد کر دیا جائے۔

(اہلسنت کی کتاب قاموس صفحہ ۵۰۹ ۲ ۱۲۷ھ)

(۱۶).(۱۷).(۱۸).(۱۹)

"وقال الجمهور ان المراد بهذه الأية نكاح المتعة الذى كان فى صدر الاسلام" تمام مفسرین کا باتفاق آراء یہ بیان کیا ہے کہ اس آیہ سے مراد نکاح متعہ ہے جو صدر اسلام میں جاری تھا۔

(معتبر کتب تفسیر خازن، تفسیر فتح البیان نواب صدیق حسن خان، معالم التنزیل، تفسیر ابن کثیر)

(۲۰)۔

"وكان ابن عباس يذهب الى ان الأية محكمة و ترخص فى نكاح المتعة ....الخ" ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی وہ متعہ کی اجازت دیتے تھے۔

(معالم التنزیل برحاشیہ باب التاویل جلد ا ص ۴۲۳ طبع مصر ۱۳۳۱ھ)

(۲۱)۔

ابن کثیر جو مذہب اہلسنت کے بہت بڑے جید عالم دین ہیں اپنی تفسیر کی جلد نمبر ۳ میں اس آیت متعہ کے بارے یوں فرماتے ہیں کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی اور چار عدد صحابہ کرام نے گواہی دی ہے کہ یہ آیت متعہ یوں نازل ہوئی. کان ابن عباس وابی کعب وعید بن جبیروسدی یقرؤن فمااستمتعتم به منهن الی اجل مسمی ....الخ"

ابن عباس ،ابی بن کعب ، سعد بن جبیر اور سدی یوں پڑھا کرتے تھے فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی ....الخ .ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیت اس طرح ہے فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی .راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ ہم لوگ تو اسطرح نہیں پڑھتے ابن عباس نے یہ سن کر کہا قسم اللہ تعالی کی یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔

(کتاب اہلسنت درمنثور جلد ۲ ص ۱۴ طبع مصر ۱۳۱۴ھ)

(۲۲)۔

حضرت عثمان نے قرآن کریم نذر آتش کیئے:

حضرت عثمان نے قرآن کے جن نسخوں کو نذر آتش کیا ان میں آیہ متعہ الی اجل مسمی کیساتھ تھی مگر جب جناب عثمان نے از سر نو جو نسخہ مرتب کرایا سنی مفسرین کی تحقیق کے مطابق جناب عثمان نے اس ٹکڑے کو نکال دیا۔

اہلسنت کی معتبر کتب:

(الاتقان علامہ جلال الدین سیوطی جلد ۱ ص ۶۱ طبع مصر)

(ابو الفداء جلد ۱ ص ۱۶۷ طبع اولی)

(بخاری جلد ۳ ص ۱۴۰ طبع مصر ۱۳۲۰ھ)

(مشکواۃ کتاب فضائل القرآن ص ۱۹۳ طبع لکھنو ۱۳۹۱ھ)

(ازالۃ الخفا حصہ دوم). (فیض الباری ص ۲۰، ۲۱۵ طبع لاہور)

(کنز العمال جلد ۱ ص ۲۸۱ حدیث نمبر ۴۷۸۱)

(۲۳)۔

والعقول الثانی ان المراد بهذه الأية حكم المتعة وهى عبارة عن ان يستاجر الرجل المراة بمال معلوم الى اجل معين فيجا مها " یعنی اس آیت سے مراد حکم متعہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی مرد کسی عورت کو نکاح کی رقم (مہر) دے کر ایک مدت معین کیلئے اجیر بنا کر منفعت حاصل کر سکتا ہے۔

(اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۵)

(۲۴)۔

جناب عمر نے متعہ کیخلاف حکم جاری کیا:

”فانه صعد المنبر وقال ایها الناس ثلة كن على عهد رسول الله أنا انهى عنهن واحرمهن واعاقب عليهن وهى متعة النساء ومتعة الحج وحى على خير العمل“

ایک روز عمر نے منبر پہ جا کر یہ علان کیا: لوگو! عہد رسول اللہؐ میں تین چیزیں (جائز و مباح) تھیں میں ان سے منع کرتا ہوں اور حرام کرتا ہوں اور جو کوئی ایسا کرے گا اسے سزا دوں گا اور وہ تینوں چیزیں یہ ہیں۔ متعۃ النساء متعۃ الحج اور حی علی خیر العمل۔

(شرح تجرید قوشجی ص ۴۰۸ مقصد خامس فی الامامت)

(۲۵)۔

”عن ابن عباس سمعت عمر يقول والله انى لانها كم عن المتعة وانها لفى كتاب الله ولقد فعلها رسول الله يعنى العمره باالحج“

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے خود عمر کی زبان سے سنا وہ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم میں تم لوگوں کو اس متعہ سے منع کرتا ہوں جس کا حکم اللہ کی کتاب میں ہے اور رسول اللہ نے اس پر عمل بھی کیا یعنی حج عمرہ کیساتھ۔

(صحیح نسائی جلد ۲ ص ۱۶ باب تمتع من کتاب مناسک طبع مصر ۱۳۱۲ھ)

(۲۶)۔

اہلسنت کی معتبر کتاب اور حضرت عمر کا فتوی:

آپ بھی جناب اپنے فتوی پہ ذرا غور کریں
ہم اگر کچھ بھی لکھیں گے تو شکایت ہو گی

”قال متعتان كانتا على عهد رسول اللهؐ انهى عنهما واعاقب عليها متعة النساء ومتعة الحج“

رسول اللہ کے عہد رسالت میں دو متعہ جائز و مباح تھے اور ان دونوں سے منع کرتا ہوں اور جو اس پر عمل کریگا اسے سزا دونگا اور وہ دونوں متعہ النساء و متعہ الحج ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں اہلسنت کی معتبر کتب:

(کنز العمال جلد ۸ ص ۲۹۳ حدیث ۵۰۲۵)

(شرح تجرید قوشجی ص ۴۰۸ مقصد خامس فی الامامۃ)

(ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۰۵ طبع دہلی. ولی اللہ دہلوی)

اب قارئین خود فیصلہ فرمائیں کہ آیا حلال خدا کسی کے حرام کرنے سے حرام ہو جاتا ہے خود نبی کو اختیار نہیں کہ حلال خدا کو حرام قرار دے چہ جائیکہ ایک عام آدمی میں یہ حوصلہ اور جرات پیدا ہو جائے اور سر عام اعلان کرے کہ اے لوگو! دو چیزیں وارث شریعت رسول کائناتؐ کے زمانہ میں حلال تھیں مگر میں منع کرتا ہوں اور ان کے کرنے پر سزا بھی دونگا تو لگتا ہے کہ یہ اسلام و قرآن کیساتھ مذاق ہے کوئی خدمت اسلام نہیں.

فقط ہمارے لئے سوچنے اور غور و فکر کرنے کی بات یہ ہے کہ حضرت عمر نے آخر ایسا فتوی دیا کیوں؟ ان دو متعوں سے عوام الناس اور صحابہ کرام کو روکا کیوں؟ آخر حضرت کو یہ روکنے کی وجہ کیا بنی. آیا کوئی ذاتی مفاد اس میں پنہاں تھا یا اصلاح امت تھی؟ اگر ذاتی مفاد تھا تو خود جانتے ہیں ہم ذاتیات میں نہیں جاتے کیا مجبوری تھی جناب کی. جہاں تک تعلق ہے عوام الناس کا تو یہ بھی کوئی انصاف نہیں۔ آخر خداوند متعال جس چیز کو حلال قرار دے اور رسول اکرمؐ اس کی اجازت اپنے صحابہ کو دیں تو پھر کسی کے روکنے سے یہ حرام نہیں ہو سکتا۔

ہم اس کے بارے میں کیا لکھیں اور کیا نہ لکھیں، ہم اتنا تو ضرور لکھیں گے:

ہم کو رسوائی کی سوغات ملی
جب بھی میخانے میں تیری بات چلی

(۲۷)۔

اہلسنت کے علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں اولیات حضرت عمر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"واول من حرم المتعة" سب سے پہلے متعہ کو حرام کرنے والے حضرت عمر ہیں۔

(ازالۃ الخفاء سیوطی ص ۹۳ طبع محمدی لاہور ۱۳۰۴ھ)

(۲۸).(۲۹)۔

امام مالک متعہ کو حلال سمجھتے تھے:

امام مالک کے نزدیک متعہ اپنی مشروعیت کے باعث جائز اور مباح ہے۔

(رمز الحقائق عینی شرح کنز الدقایق جلد ۲ ص ۵ نولکشور کتاب النکاح)

(علامہ فخر الدین ابوعثمان بن علی زیلعی کی تبیان الدقائق)

(۳۰)۔

"وقال مالک هوجائزلانه مباحافیبقی الی ان یظهرناسخا"

امام مالک نے فرمایا کہ متعہ جائز وحلال ہے کیونکہ وہ مباح تھا تو مباح باقی رہے گا۔

(ترجمہ عین الهدایہ جلد ۲ ص ۴۹ کتاب النکاح طبع لکھنو)

(۳۱)۔

امام ابو حنیفہ متعہ کے قائل تھے:

نکاح متعہ منعقد ہوگا جبکہ اس کی مدت اس قدر طولانی ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا۔

(معتبر کتاب عالمگیری جلد۲ ص ۲۷ بحوالہ حقیقۃ الفقہ حصہ اول ص ۱۶۰)

(۳۲)۔

امام زفر کا متعہ کے بارے فتوی:

نکاح مؤقت یعنی اس طرح پر کہے کہ نکاح کرتا ہوں تجھ سے ساتھ اتنے مہر کے مہینہ بھر تک یا دس دن تک اس واسطے کے یہ بھی معنوں میں متعہ کے ہے اور زفر کے نزدیک درست ہے۔

(نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ جلد۲ ص ۱۱ کتاب النکاح طبع کانپور انڈیا)

(۳۳)۔

اہلسنت کی کتاب جامعہ ترمذی:

مخالفین متعہ کیلئے ہوشربا روایت ان کی اپنی دہلیز سے:

تلخی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر
کی جس سے بات اسنے شکایت ضرور کی

"روی الترمذی فی جامعہ من حدیث ابن عباس قال تمتع رسول اللّٰہ ابوبکر وعمر"

جامع ترمذی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ اور ابو بکر و عمر نے متعہ کیا۔

(۳۴)۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہؐ اور عہد ابوبکر میں ایک مٹھی بھر کھجور اور آٹے کے عوض متعہ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ عمر نے منع کر دیا۔

(اہلسنت کی معتبر کتاب مسلم جلد اص ۴۵۱ طبع نولکشور ۱۳۱۹ھ سطر ۴)

(۳۵)۔

"قال جابر فعلنا هما مع رسول اللّٰہؐ ثم نهانا عنهما عمر فلم نعدلهما"

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کی معیت میں دونوں متعہ کرتے تھے اس کے بعد عمر نے منع کر دیا پھر ہم نے نہیں کیا۔

(اہلسنت کی معتبر کتاب مسلم جلد اص ۴۵۱ سطر ۵)

(۳۶)۔

"قال جابر تمتعنا الی نصف ذمن خلافت عمر

حتی نہی عمر الناس عنہما"

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عمر کے نصف زمانہ حکومت تک متعہ کرتے تھے یہاں تک کہ عمر نے منع کر دیا۔

(اہلسنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری عینی جلد ۸ ص ۳۱۰)

(۳۷)

روایت کا فقط ترجمہ پیش خدمت ہے:

عطا جناب ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا عمر پر رحم کرے متعہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک رحمت تھی امت مرحومہ کیلئے جس کو عمر نے روک دیا اگر عمر منع نہ کرتا تو دنیا میں شقی کے علاوہ کوئی زنا نہ کرتا اور یہ متعہ وہی ہے جس کا ذکر سورہ نساء میں ہے فمااستمتعتم به منهن (اہلسنت کی معتبر کتاب درمنثور علامہ سیوطی جلد ۲ ص ۱۴۲ طبع ۱۳۱۴ھ)

(۳۸)۔

فقط ترجمہ پیش ہے:

خولہ بنت حکیم نے عمر کے پاس آ کر کہا کہ ربیعہ بن امیہ نے متعہ کیا ہے جس سے حمل رہ گیا ہے (بس یہ سننا تھا) ردا گھسیٹتے ہوئے وہاں پہنچے اور کہا کہ اگر آئندہ متعہ کیا تو سنگسار کر دوں گا۔

(اہلسنت کی مایہ ناز کتاب درمنثور جلد ۲ ص ۱۴۱)

(۳۹).(۴۰)۔

ابونضرہ کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس تھا کہ کوئی آنیوالا آیا اور اس نے کہا کہ ابن عباس اور ابن زبیر میں متعتین پر اختلاف ہوگیا ہے جابر نے کہا کہ ہم نے رسول اللہؐ کے وقت میں کیے پھر عمر نے ہمیں منع کر دیا مگر ہم تو دونوں متعوں سے پھرے۔

(اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم جلد ا ص ۳۹۵)

(سنن بیہقی جلد ۷ ص ۲۰۶)

(۴۱).(۴۲).(۴۳).(۴۴).(۴۵)۔

" متعتان كانتا على عهدرسول الله وأنا انهى عنهما واعاقب عليهما متعة الحج و متعة النساء"

دو متعہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں تھے اور میں ان دونوں سے منع کرتا ہوں اور ان دونوں پر سزا بھی دونگا ایک متعہ الحج ہے اور متعہ النساء۔

اہلسنت کی معتبر کتب:

(احکام القرآن علامہ جصاص جلد ا ص ۳۴۲، ۳۴۵ اور جلد ۲ ص ۱۸۴)

(تفسیر رازی جلد ۲ ص ۱۶۷، جلد ۳ ص ۲۰۱، ۲۰۲)

(حافظ کی البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

(تفسیر قرطبی جلد ۲ صفحہ ۳۷۰)

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۹۳)

(۴۶)۔

امام راغب اصفہانی محاضرات کی جلد ۳ صفحہ نمبر ۹۴ پر فرماتے ہیں کہ یحیي بن اکثم نے بصرہ کے کسی شخص سے متعہ کے بارے میں پوچھا کہ کس کے قول پر تم جواز متعہ کے قائل ہو اس شیخ نے کہا کہ بقول عمر۔ یحیی بن اکثم نے کہا عمر تو سخت مخالف تھے کہا کہ ہاں یہ خبر بھی صحیح ہے کہ عمر منبر پر گئے اور کہا کہ اللہ اور رسول نے تمہارے لئے دو متعہ حلال کیے ہیں اور میں ان دونوں کو حرام کرتا ہوں اور ان پر سزا بھی دوں گا تو ہم نے جائز و حلال ہونے کے بارے میں تو عمر کی شہادت قبول کر لی اور حرام کرنے کے بارے میں انکا فتوی نہیں مانا۔

(۴۷).(۴۸).(۴۹).(۵۰).(۵۱).(۵۲).(۵۳)۔

حافظ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ

جنگ پر گئے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ عورتیں نہیں تھیں تو ہم نے حضرت کی خدمت میں عرض کی:

یارسول اللہ! ہم لوگ اپنے آپ کو خصی کر ڈالیں؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ کپڑا اس کے عوض دیکر (یعنی بطور مہر) متعہ کرلیں اور یہ آیت پڑھی "لاتحرموا طیبات ما احل اللہ" جو طیب و پاکیزہ چیزیں خدا نے تم پر حلال کیں انہیں حرام مت کرو۔

اہلسنت کی معتبر کتاب:

(صحیح بخاری کتاب النکاح جلد ۸ صفحہ ۷)

(صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۳۵۴)

(تفسیر ابن کثیر شامی جلد ۲ صفحہ ۸۷)

(احکام القرآن حصاص جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

(سنن بیہقی جلد ۷ صفحہ نمبر ۲۰۰)

(تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ نمبر ۱۳۰)

(درمنثور جلد ا صفحہ نمبر ۳۰۷)

جصاص نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آیہ لاتحرموا اباحت متعہ میں تلاوت فرمائی اور ابن کثیر شامی نے شیخین سے نقل کرتے ہوئے یہ لگا دیا کہ رسول اللہؐ نے یہ آیت پڑھی۔

اس مقام پر جو نہایت باریک نکتہ ہاتھ آیا وہ یہ ہے:

اول: یہ کہ اس آیت سے اباحت متعہ ثابت سے ثابت تر ہوئی ہے

دوم: یہ کہ متعہ از قسم نعمات طیبہ اور طیبات نعیمہ ہے چونکہ خود حضورؐ نے اس آیت سے متعہ کے حلت و اباحت پر استنقاد فرمایا ہے

سوم: برموقع حضورؐ کا اس قسم کی آیت پڑھنا اور آیہ متعہ نہ پڑھنا جس سے حکم متعہ ثابت ہے یہ بتانا ہے کہ حضرتؐ یہاں تعریض فرما رہے ہیں کہ اس طیب و طاہر عمل

حلال کو تم لوگ کسی وقت حرام کر دو گے۔

صدق اللّٰہ وصدق رسولہ الکریم ۔

تواترات اور مسند روایات سے ثابت ہے اور قدماء علماء اہلسنت نے بارہا اقرار کیا ہے کہ متعہ حلال تھا حلال ہے اور اس کی کوئی آیت ناسخ نہیں آئی فقط جناب عمر نے اس کو منع کیا۔ اب معلوم نہیں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا کوئی سیاسی غرض تھی یا کسی ذاتی خواہش کے پیش نظر؟

انڈیا میں ۱۹۲۶ء کا مشہور واقعہ:

ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

نظام حیدر آباد دکن پر کثرت ازدواج کا اعتراض ہوا اور علماء کی طرف سے خوب چہ میگوئیاں کی جانے لگیں. نظام نے استفسار کے جواب میں فرمایا کہ نہ چار سے زیادہ نکاح ہیں نہ کنیزیں ہیں بلکہ یہ تمام نظام ازواج متعہ ہیں. اس پر علماء اہلسنت اور بھی زیادہ مخالفانہ انداز میں نظر آنے لگے کہ لو یہ تو شیعہ خیال بنے جا رہے ہیں. ہمارے ہاں تو متعہ حلال ہی نہیں ہے

چنانچہ ایک دن نظام نے تمام علماء کو بلوا کر جمع کر لیا اور خود بیٹھ کر بہت سے سوالات کیے. ہر حدیث و تفسیر پر تبصرہ ہوا اور مختصر یہ کہ علماء نے جواب دیئے. بالآخر اس پر سب متفق الرائے ہوئے کہ رسول اللہؐ کے زمانے میں متعہ ضرور تھا اور حضرت کے زمانہ میں بھی تھا اور کچھ عرصہ حضرت عمر کے زمانہ میں بھی رہا مگر حضرت عمر نے حرام کر دیا۔

نظام نے کہا کہ آپ حضرات علماء ہیں آپ اس بات کو بہت جانتے ہیں کہ تشریع قانون دین صرف رسول کر سکتے ہیں تحریم سیاسی اور چیز ہے اور تحریم شرعی اور چیز ہے حضرت عمر سیاستاً جو کر لیں وہ کر لیں مگر شریعت کے حلال و حرام کو تو وہ نہیں بدل سکتے اس لئے کہ وہ نہ نبی تھے اور نہ ہی رسول. علماء نے کہا کہ وہ خلیفہ تھے وہ مصلحت نظام و قوم و ملک کی خاطر ہر مناسب اقدام کر سکتے تھے۔

نظام نے کہا اچھا تسلیم ہے مگر یہ فرمائیں کہ ان کے بعد حضرت عثمان نے کیا عمل کیا؟ علماء نے جواب دیا کہ وہ پیرو سنت عمر رہے نظام نے پوچھا کہ حضرت علیؑ نے کیا رائے رکھی؟ علماء نے کہا کہ انہوں نے مباح سمجھا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اگر متعہ کو حرام کرنے میں عمر سبقت نہ کرتے تو میں متعہ رائج کر دیتا. نظام نے کہا کہ حضرت علیؑ خلیفہ چہارم ہیں اور جائز سمجھتے ہیں اور رائج کرنے یا حلال کر دینے کا تذکرہ فرماتے ہیں پس

ہم نے جو یہ سب متعہ کئے ہیں وہ آپ ہی کے مسلک پر کئے ہیں علماء نے پوچھا کیا آپ شیعہ ہو گئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا نہیں البتہ تفضیلی سنی ضرور ہوں آپ حضرات مجھے یہ جواب دیں کہ حضرت علیؑ خلیفہ برحق ہیں یا نہیں؟

علماء نے کہا بیشک ہیں. نظام نے کہا کہ جس چیز کو ایک خلیفہ رسولؐ بالفرض حرام کر سکتا ہو تو اس کو دوسرا خلیفہ رسول اللہؐ حلال بھی کر سکتا ہے سب نے کہا ہاں. نظام نے فرمایا کہ حلال پیغمبر کو عمر حرام کر سکتے ہیں تو کیا علیؑ حرام عمر کو حلال نہیں کر سکتے۔ علماء نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا۔

نظام نے کہا کہ حضرت علیؑ کے بعد کوئی پانچواں خلیفہ بھی ہے سب نے کہا کہ نہیں نظام نے کہا جب تک آپ یہ ثبوت نہ دیں گے علیؑ کے بعد بھی کوئی خلیفہ ہوا اور اس نے متعہ حرام قرار دیا اس وقت تک میں اسے حلال و مباح جانوں گا اور پھر یہ بھی بتائیں اور ثابت کر کے دکھائیں کہ پیروی سیرت علیؑ و سیرت اہلبیت پر چلیں اور دوسرے خلیفہ کی سیرت پر چلنے سے جب کہ ہم اس کو برحق بھی جانتے ہوں گریز کریں اس کے بعد مجلس برخواست ہو گئی۔

(۵۴)۔

" واول من حرم المتعة عمر "

سب سے پہلے جس نے متعہ کو حرام کیا وہ جناب عمر تھے۔

(اہلسنت کی معتبر کتاب من حیاۃ الخلیفہ عمر بن خطاب صفحہ ۱۰۸)

(۵۵)۔

"قال الامام قوشجی متکلم الاشاعرہ ..ان عمر (رض) قال وھو علی منبرایھاالناس ثلاث کن علی عھد رسول اللہ وأنا انھی عنھن واحرمھن واعاقب علیھن متعة النساء .متعة الحج وحی علی خیر العمل "

عمر ایک دن منبر پر گئے اور کہا اے لوگو! تین چیزیں رسول اللہؐ کے زمانہ میں

تھیں اور میں ان سے منع کرتا ہوں اور حرام کرتا ہوں اور اس پر سزا بھی دونگا ایک متعۃ النساء ہے متعۃ الحج ہے اور حیی علی خیر العمل ہے۔

(حیاۃ من خلیفہ عمر بن خطاب ص ۱۰۸ عبدالرحمن احمد البکری)

(۵۶).(۵۷)۔

فخر رازی نے عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے کہ متعہ قرآن میں موجود ہے اور اس کے بارے میں کوئی ناسخ آیت نہیں آئی اور ہم نے رسول اللہؐ کیساتھ متعے کئے آپؐ نے منع نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپؐ نے وفات پائی آپ کے بعد ایک مرد آیا اور اپنی مرضی سے جو کچھ چاہا کیا۔

(من حیاۃ خلیفہ عمر بن خطاب ص ۱۰۹)

(۵۸).(۵۹)۔

"روی محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انہ قال :لولا ان عمر نہی الناس عن المتعۃ مازنی الا شقی"

طبری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتا تو سوائے بدبخت کے کوئی زنا نہ کرتا۔

(تفسیر فخر الرازی جلد ۱۰ صفحہ ۵۰)

(من حیاۃ خلیفہ عمر بن خطاب صفحہ ۱۰۹)

(۶۰)۔

"عن جابر بن عبداللہ وسلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہم قالا کنا فی جیش فاتانا رسول اللہ فقال انہ قداذن لکم ان تستمعوا فاستمتعوا"

حضرت جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ہم ایک لشکر میں تھے کہ رسول اللہؐ نے ہمارے پاس آ کر ارشاد فرمایا: تمہیں متعہ کرنے کی

اجازت دے دی گئی ہے تم متعہ کرلو۔
(اہلسنت کی معتبر کتاب تجرید البخاری ص ۸۷۸ طبع لاہور)
(۶۱)۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کا متعہ:

"منکرین کیلئے لمحہ فکریہ"

"عن اسماء بنت ابی بکر قالت فعلنها علی عهد رسول اللہؐ"

حضرت ابوبکر کی بیٹی حضرت اسماء کہتی ہیں کہ رسول اللہؐ کے زمانہ میں ہم نے خود متعہ کیا
۔

(اہلسنت کی کتاب تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۷۴ طبع دہلی)
(مسند ابوداؤد طیالسی جلد ا ص ۳۰۹ طبع حیدر آباد دکن)

قارئین حضرات اس موضوع پر اہلسنت کی سینکڑوں کتب وحوالہ جات موجود ہیں مگر اختصار کی وجہ سے چند ایک کا ذکر کیا ہے امید ہے اہل حق مسرور ہوں گے اور منکرین عبرت حاصل کرینگے ۔اب کم از کم سپاہ صحابہ اور اہلحدیث کو شرم کرنا چاہیے آخر حضرت ابوبکر کی دختر کے بارے میں کیا رائے رکھیں گے؟...نام ہی کافی ہے۔

اسے بھی پڑھئے:

ہمیں بھی شوق تھا محفل میں رنگ جمانے کا
پیا ہے شوق سے اس کو شراب خانے میں
(موسوی)

علماء اہلسنت اور متعہ کی حمایت:

ان سنی علماء کے اسماء جو حلت متعہ کے قائل ہیں انہوں نے دیوبندی واہلحدیث کے منہ پر طمانچہ مارا ہے اور منکرین کے انکار کو ہمیشہ کیلئے دفن کر دیا ہے انہوں نے اس قسم کی روایتیں لکھی ہیں جن سے شیعیان حیدر کرارؑ کے اقوال کو تقویت ملی ہے اور منکرین مقدمہ ہار گئے ہیں اور ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱۔امام بخاری ۲۔مسلم ۳۔عبدالرزاق
۴۔ابن ابی شیبہ ۵۔نسائی ۶۔ابن منذر
۷۔ابن جریر طبری ۸۔ابن عبدالبر
۹۔ابن بطال شارح بخاری ۱۰۔زمخشری
۱۱۔بغوی ۱۲۔قرطبی ۱۳۔ابن اثیر
۱۴۔سبط ابن جوزی ۱۵۔سبکی ۱۶۔عسقلانی
۱۷۔ابن الہوام ۱۸۔زیلعی ۱۹۔عینی
۲۰۔قاضی خان ۲۱۔قاضی جلکن ہندی
۲۲۔محمد محمود حنفی ۲۳۔جلال الدین سیوطی
۲۴۔ملا علی قاری ۲۵۔زرقانی ۲۶۔شہاب الدین
۲۷۔طاہر گجراتی ہندی ۲۸۔ولی اللہ دہلوی ۲۹۔ابن القیم
۳۰۔ملا علی متقی حنفی ہندی ۳۱۔صاحب کتاب نورالہدایہ
۳۲۔محمد یوسف جے پوری ہندی ۳۳۔عبدالرحمٰن آحمد البکری۔

یہ وہ علماء اہلسنت واہلحدیث و دیوبند ہیں کہ ان میں سے کوئی مفسر قرآن ہے تو کوئی شیخ الحدیث، کوئی مؤرخ ہے تو کوئی محقق، کوئی متقدم ہے تو کوئی مؤخر۔ آیا ان میں سے کوئی بھی صاحب دین نہیں؟ ان حضرات نے متعہ کو مباح وحلال سمجھا اور لکھا ہے کیا یہ نہیں جانتے کہ حضرت عمر کے روکنے سے متعہ حرام نہیں ہوسکتا۔

یقیناً جانتے ہیں تو پھر آج کے جاہل نما عالم مخالفت متعہ پر اتنے مصر کیوں ہیں؟ مخالفین حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ انصاف اور غور سے پڑھیں انشاء اللہ تعالیٰ حق وحقیقت تک باآسانی پہنچ جائیں گے اور زنا کی لعنت سے بچ جائیں گے اور آخرت کی شرمندگی سے شرمسار نہیں ہوں گے۔ شیعہ کی مخالفت میں کم از کم ان علماء کو بھی جھوٹا اور بے دین قرار دیں ورنہ میں تو اتنا کہہ سکتا ہوں اور کہنے کا حق بھی ہے کہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کیا حکم متعہ منسوخ ہو گیا:

قارئین گرامی!

چونکہ امت مسلمہ کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ متعہ اول اسلام میں تھا اور بندہ حقیر اس کو کتب ہائے اہلسنت و دیوبند و اہلحدیث سے ثابت بھی کر چکا ہے بعض کم سواد لوگ یہ کہتے ہیں کہ متعہ بعد میں منسوخ ہو گیا تھا؟ تو اس حوالے سے اب ہم انشاء اللہ کتب ہائے معتبرہ مخالفین سے ثابت کرتے ہیں کہ نکاح متعہ نہ قرآن میں نسخ ہوا اور نہ ہی محمد عربیؐ کے فرمان سے نسخ ہوا بلکہ کوئی بھی ثابت نہیں کر سکا کہ قرآن کی کسی آیت یا رسول اللہؐ کی کسی حدیث سے نسخ ہوا ہو لیکن چند کم سواد اور لاشعور حضرات کی اپنی اختراع ہے جو چاہا لکھ دیا اور کہہ دیا۔

اس میں کلام نہیں کہ متعہ عہد اسلام میں رائج تھا اور یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ علماء اہلسنت اس وقت یہ ثابت نہیں کر سکے کہ اس کا رواج کب ممنوع قرار دیا گیا. (رسالہ نگار لکھنو جلد ۲۴ شمارہ ۵ نومبر ۱۹۳۳)۔

دوسرا یہ کہ صاحبان عقل وانصاف یہ نہیں دیکھ سکتے کہ جناب عمر نے جو یہ کہا تھا کہ انھی عنھما واعاقب علیھا۔ پس یہ کیوں نہ کہا کہ آنحضرتؐ نے منع نہیں فرمایا ہے لہذا اب اگر کوئی کرے گا تو میں سزا دوں گا تو اس سے ثابت اور عیاں ہے کہ سرکار کی ذاتی خواہش سے متعہ روکا گیا حالانکہ بانی شریعتؐ نے اس کو اپنی وفات

تک منع نہیں فرمایا اور نہ ہی کوئی ثابت کرسکتا ہے۔

یہ واضح و روشن ہے کہ قرآن کی آیت سے ہی قرآنی حکم منسوخ ہوسکتا ہے حدیث سے قرآن کو منسوخ نہیں مانا جاسکتا اس لئے کہ ناسخ حدیث قطعی مخالف قرآن ہوئی جو حدیث پیغمبرؐ معصوم نہیں ہوسکتی خود اپنے زمانہ میں پیغمبر خداؐ کبھی یہ نہیں فرماسکتے کہ قرآن میں خداوند متعال نے فلاں امر کو حلال کیا ہے اور میں حرام قرار دیتا ہوں۔

ہاں بلا کلام حدیث کو حدیث سے منسوخ مانا جاسکتا ہے البتہ کسی مبہم قرآنی آیت کو حدیث واضح کرسکتی ہے مجمل کو مبین بناسکتی ہے عام کو خاص کرسکتی ہے مگر کسی حکم کو برطرف نہیں کرسکتی اور قران کی ناسخ آیت بھی نسخ پر صراحت کیساتھ دلالت کرتی ہے تاویلات سے ناسخ و منسوخ قرار نہیں پاسکتے۔

متعہ کے بارے میں اکابر علماء و مفسرین اہلسنت کا اجماع ہے کہ آیہ فمااستمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن اباحت متعہ کیلئے نازل ہوئی اب اگر صرف وقتی حکم ہوتا اور خداوند عالم اس حکم کو برطرف کردینا چاہتا تو بصراحت کسی آیت کے ذریعے اس حکم کو برطرف کردیتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حضرت عمر کا یہ کہنا کہ أنا احرمهما اس بات کی بین و واضح دلیل ہے کہ متعہ عہد رسول اللہؐ میں تھا اور آپؐ نے تا وفات اس کو منع نہیں فرمایا۔

قابل غور یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے بھی بار بار مختلف مقامات پر متعہ کو حرام کہا حضرت عمر نے بھی اپنے زمانے میں یہ کہہ کے بار بار اعلان کیا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ رسول اللہ کے منع کرنے کے باوجود لوگ متعہ سے باز نہیں آئے. ادھر قرآن مجید کی چند آیات ایسی اتریں کہ جنہوں نے حکم متعہ کو منسوخ کردیا مگر نہ اصحاب کو علم، نہ اہلبیتؑ رسول کو علم نہ ہی بنی ہاشم کو خبر اور حبر الامت حضرت علامہ اہل مدینہ عبداللہ بن عباس بھی ناسخ و منسوخ سے بے علم ہی رہے اور نہ ہی اجلاء صحابہ کو معلوم ہوسکا۔

اس کے معنی یہ ہوئے نعوذ باللہ یہ لوگ جاہل تھے فقط حضرت عمر کو علم ہوا کہ

متعہ منسوخ ہو چکا ہے پھر حضرت ابن عباس مفسر قرآن کیسے، علامہ امت کیسے؟ اور سب سے زیادہ نفس رسولؐ، وارث علوم پیغمبرؐ حضرت علیؑ جو ہر لحاظ سے اعلم وافقہ واقدم واولی تھے ان سے بھی حرمت متعہ ونسخ آیہ متعہ پردے میں رہی انہیں بھی معلوم نہ ہو سکا اور وہ بھی اباحت متعہ پہ مصر رہے حالانکہ مسلم الثبوت حضرت علی علیہ السلام کی اعلمیت وافقہیت کے سب ہی قائل نظر آتے ہیں۔

حافظ عبدالما لک بن سلیمان نے روایت کی ہے کہ عطاء سے پوچھا گیا کہ اصحاب میں کوئی بھی علیؑ سے اعلم تر ہے تو اس نے کہا: " لا واللّٰہ "
خدا کی قسم ہر گز علیؑ سے کوئی اعلم نہیں ہے۔

حرانی کہتے ہیں: اولون وآخرون کتاب اللہ کا سمجھنا صرف علیؑ کے علم پر ہی منحصر ہے۔

آخر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ صحابہ کی بہت بڑی تعداد اس مسئلہ سے جاہل رہی ہو اور پھر بالاخص حضرت علیؑ کو پتہ نہ چلنا حیرت وافسوس ہے اور پھر حضرت ابن عباس کا یہ کہنا کہ تم لوگوں پر بلا نہ آجائے میں جب قال رسول اللہؐ کہتا ہوں تو تم لوگ قال ابو بکر ...قال عمر کہنے لگتے ہو؟ اور عبداللہ بن عمر کا یہ کہنا کہ میں رسول اللہؐ کا حکم مانوں یا اپنے باپ کی بات پر چلوں صاف بتا رہا ہے کہ یہ لوگ جاہل وبے خبر نہ تھے حقیقت قرآن سے بخوبی واقف وعالم تھے۔

یہ شخصی رائے سے تبدیل احکام کتاب وسنت کے حامی نہ تھے منکرین ومخالفین متعہ اس آیت مجیدہ کو بڑے زور سے ناسخ متعہ قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کم سواد ملاؤں کا اتنا بھی مطالعہ نہیں کہ یہ آیت حرمت متعہ کیلئے نازل نہیں (یاایھاالنبی اذاطلقتم النساء) بلکہ اس آیت کا شان نزول یوں کتب اہلسنت میں تحریر کیا گیا ہے نزلت ھذالایة فی عبداللّٰه بن عمر کان طلق امرائة فی حال حیض چونکہ حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دیدی تھی اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

(معالم التنزیل بر حاشیہ لباب التاویل جلد ۷ ص ۸۹ مطبع علمیہ مصر ۱۳۳۲ھ)
(اہلسنت کی معتبر کتاب درمنثور جلد ۷ ص ۴۲۹ سورہ طلاق میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ)۔

مخالفین ومنکرین متعہ کو دعوت فکر:

قارئین گرامی القدر

اس سے پہلے جو کچھ ذکر ہو چکا ہے اس میں روز روشن کیطرح یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نکاح متعہ کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور احادیث سرور کائنات میں مرقوم ہے مخالفین کا یہ دعوی ہے کہ متعہ کا کہیں ذکر نہیں جو اس کا صاف انکار کرتے ہیں کہ اسلام میں حکم متعہ آیا ہی نہیں پھر اس مقابلے میں ان علماء کے متعلق کیا فیصلہ کیا جائیگا اور ان کے اقوال کو کونسا درجہ دیا جائے گا کہ جو اس کے قائل ہیں عہد رسول اللہؐ میں چندروز کیلئے جائز تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے حرام ہو گیا۔

کیا حدیث ناسخ قرآن ہو سکتی ہے اگر کہیں کہ متعہ کا جواز قرآنی حکم سے نہیں بلکہ از روئے سنت ہے تو پھر جو صحابہ نزول آیہ متعہ کے قرآن میں قائل ہیں جن مفسرین نے آیہ فمااستمتعتم کو متعہ کے بارے مانا ہے یا جو صحابہ اسمیں الی اجل مسمی پڑھا کرتے تھے ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

الصحابہ کلہم عدول کا اصول کدھر جائے گا کیا اس سے بعض صحابہ کی تفسیق لازم نہیں آئے گی؟ اور پھر حدیث رسولؐ کے مقابلے میں حدیث رسول ہی ناسخ حکم ہو سکتی ہے کیا آنحضرتؐ نے کہیں پر یہ فرمایا کہ متعہ کو ہمیشہ کیلئے حرام قرار دیتا ہوں کیونکہ حضرت عمر کا یہ کہنا کہ متعتان کانتا فی عہد رسول وأنا احرمہما اس بات کی بین وواضح دلیل ہے کہ عہد رسول اللہؐ میں متعہ حرام قرار نہیں پایا۔

اگر بقول مخالفین متعہ یہ کہیں کہ رسول اللہؐ نے منع فرمادیا تھا تو بعد میں جو صحابہ کرام اس عمل وسفر پر گامزن رہے وہ کس زمرہ میں آئیں گے اور تمام صحابہ جنتی

ہیں کے کیا معنی اور صحابہ ستارے ہیں کے کیا معنی؟

اپنے ہی ہاتھوں سے پھونکا ہے نشیمن تو نے

پھر جو صحابہ متعہ کرتے رہتے تھے اور انہوں نے آنحضرتؐ کے ہی زمانے میں متعدد بار متعہ کیا اور آپؐ کے بعد دور جناب ابوبکر اور دور جناب عمر میں بھی متعہ کرتے رہے ان کے اس عمل کو خلاف شرع محمدی ٹھہرایا جائیگا یا موافق شریعت؟

اگر موافق کہیں تو مشروعیت متعہ ثابت اور اگر خلاف شریعت کہیں تو الصحابہ کلہم عدول کا اصول ٹوٹتا ہے یہاں بھی صحابہ کا فسق لازم آتا ہے اور اگر کہا جائے کہ ہنگامی حکم حلت کے تحت کچھ مدت تک بے خبری میں اصحاب نے متعہ کیا جبکہ بعض مفتی یہ فتوی دیتے ہیں بعد میں جب حکم واضح ہوگیا تو چھوڑ دیا یا جن جن کا متعہ ثابت ہے یہ اسی ہنگامی دور سے متعلق ہے تو پھر حضرت عمر کے اس فرمان کو کس امر پر محمول کیا جائے گا "متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ" اور اگر نہیں تھے تو حضرت عمر نے کیوں کہا تھا أنا احرمهما کے کیا معنی جو آنحضرتؐ کے زمانے میں حلال ہونے کی واضح دلیل ہے۔

اور اگر آنحضرتؐ کے زمانے میں حلال ہی نہ تھا یا حرام ہو چکا تھا تو حضرت عمر کے منع کرنے کے باوجود بعض صحابہ کا جواز وحلت متعہ پر اصرار کے کیا معنی؟ اور حضرت عمر کے منع کرنے کے باوجود صحابہ کرام اس پر عمل پیرا کیوں رہے اور پھر حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے گی کہ جو متعہ کا فتوی دیا کرتے تھے یا پھر جناب عبداللہ بن زبیر کے بارے میں کیا حکم لگایا جائے گا جبکہ شیعوں کی من گھڑت اور خلاف شرع و باطل عمل ہے تو موصوف کو صحیح النسب تسلیم کیا جائیگا یا مشکوک النسب؟ فیصلہ خود کریں؟ اور حضرت عمر کی سختی وتھدید کے باوجود جن صحابہ نے یہ عمل کیا ان کے بارے میں کیا رائے رکھیں گے۔

کلہم عدول ... کی بناء پر صحابہ میں فسق کا تو تصور بھی نہیں ہوسکتا مگر خلاف شریعت عمل کرنے والوں کو عادل بھی تو تسلیم نہیں کیا جاسکتا اور پھر حضرت علیؑ

کے اس قول کی کیا تاویل ہوگی کہ "اگر متعه کو عمر منع نه کرتے تو سوائے بدبخت کے کوئی زنانه کرتا"

کیا اس قول سے آپ کے نزدیک حلت متعہ ثابت نہیں ہوتی پھر ممنوع شرعی کو حلال سمجھنے والے کے متعلق کیا فتوی دیا جائے گا اگر حضرت علیؑ کا قول وفعل حجت قرار پا سکتا ہو اس لئے کہ خلیفہ برحق تھے تو جس طرح حضرت عمر خلیفہ ہونے کی حیثیت سے منع کر سکتے تھے تو آپ بھی خلیفہ برحق ہونے کی حیثیت سے اجازت دے سکتے تھے کیا آپ کی اجازت حضرت عمر کے حکم کی ناسخ نہیں بن سکتی جبکہ ان کا حکم ناسخ حکم رسولؐ بن سکتا ہو اور أنا احرمهما کی رو سے ابدلا باد تک متعہ حرام ہو سکتا ہے۔

اور اگر کہیں کہ حضرت عمر نے متعہ حرام نہیں کیا بلکہ حرمت متعہ کا اعلان کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں کیا کہیں گے جو فرماتے ہیں کہ میں حکم رسول مانوں یا اپنے باپ کی بات کہ جس سے عہد رسالتؐ میں متعہ کا ثابت ہونا روز روشن کی طرح ثابت و واضح ہے۔

تو بس قارئیں اگر آپ واقعا مخلص دین خدا ہیں، شریعت مصطفیؐ کے پابند ہیں تو متعہ کسی اعتبار سے بھی حرام ہوا نہ حرام ہے بلکہ یہ دشمنان دین کی من گھڑت اور کم سواد لوگوں کی باتیں جن سے حلال خدا حرام نہیں ہو سکتا۔

جو ناسخ آیات کہن ہے وہ کتاب
بے خطر تنسیخ لکھی ہے میں نے

خاکپائے امام مہدی (عج) علیہ السلام
طالب دعا
سید حسنین رضا موسوی

ادارہ کی تألیفات

امام مہدی (عج) کے صفات

نجاۃ المؤمنین مع اقوال المعصومینؑ

احکام نماز میّت

وہابیت در اسلام

نکاح متعہ اور صحابہ کرامؓ

فضائل شیعہ (شیعہ کا ذکر قرآن کریم میں)

کلام معصومؑ

قول معصومؑ فی ردّ اصحابی کالنجوم

امام عصرؑ کے حضور

مصباح العابدین

احادیث خاتم المرسلینؐ

خاتم المرسلینؐ اسلامک سنٹر لاہور

moosavi14@ hot mail. com

خاتم المرسلینؐ اسلامک سنٹر لاہور

نشر علوم آل محمدؐ کا بیباک ادارہ

مومنین کرام!

ہم نے اس پر آشوب دور میں ترویج علوم اہلبیتؑ کے سلسلہ میں ایک عظیم ادارہ قائم کیا ہے جس کا مقصد ملت اسلامیہ میں روحانیت اور دینی معاشرے کا قیام اور اہلبیتؑ کی زندگی کے ہر پہلو کو روشناس کروانا ہے، تاکہ ہمارے مرد و زن سیرت ائمہؑ پر چل کر نجات ابدی حاصل کر سکیں۔

آیئے!!

تعمیر معاشرہ اور بھائی چارے کیلئے اتحاد و اتفاق کے دامن کو تھام کر مذہبی جوش و جذبہ سے سرشار ہو کر دین مقدس کی بالادستی کے لئے ہر باطل اور اسلام و ایمان دشمن طاقت کا دندان شکن جواب دیں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں گمراہی سے محفوظ رہ سکیں ہمیں امید ہے کہ آپ اس مقدس مشن کے لئے ہمارا ساتھ دیں گے۔

ظہور امام عصرؑ کی دعا کے ساتھ

سیکرٹری تبلیغات

خاتم المرسلینؐ اسلامک سنٹر لاہور

moosavi14@hotmail.com

SR 60/--